مُحَمَّد جَمَالُ الدِّین خَان قَادِرِی
Mobile No. +917860520899
اُدعُ الیٰ سَبیلِ ربّکَ بالحکمۃِ والموعظۃِ الحسنۃِ
۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ
بنام
اَنوارُ البیان
جلد دوم
چھٹا مہینہ : جمادی الآخر
تالیف
نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی
انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

اجمالی فہرست (جلد دوم)

(٥) جمادی الاولیٰ

(٦) جمادی الاخرہ

(٧) رجب شریف

(٨) شعبان المعظم

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ۱۰-ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

عاشق رسول، نائب صدیق اکبر، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ — عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سید المتقیں — چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

آپ کا نام اور نسب: اے ایمان والو! حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ ہے۔ ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق و عتیق لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان اور والدہ محترمہ کا نام ام الخیر سلمیٰ ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں ہمارے حضور پرنور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے آپ واقعہ فیل کے تقریباً ڈھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء عربی، ص۲۱)

حضرات: افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ قیمت پر خرید کر آزاد فرمایا، کافروں کو اس پر حیرت ہوئی اور یہ کہنے لگے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا اس لئے کیا کہ ان پر بلال کا کوئی بڑا احسان ہوگا جو بڑی قیمت دے کر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ (پ۳۰، ع ۱۷)

ترجمہ: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا (دوزخ سے) جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! آیت مبارکہ میں ظاہر فرمایا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ہی ان پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد کرایا ہے۔

تمہید: ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوہ صفا سے دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے جس پاک قلب نے نور ایمان کو قبول کیا۔ اپنے دل کو اسلام کا کاشانہ بنایا اور غلامی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلادہ اپنے گلے میں پہنا وہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ جس کی تعریف و توصیف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں آیتیں نازل کی اور ان کی شان وعظمت میں خود نبی دو عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے فضائل بیان فرمائے جس سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں ممتاز اور یگانہ نظر آتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے کلمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا یعنی سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہے۔

شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟ جن کے والد، بیٹا، پوتا، صحابی ہوئے۔

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟ جن کے کردار و گفتار میں، اقوال و افعال میں اللہ تعالیٰ کے پیارے

نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مطابقت تھی ۔ جس کی خلوت وجلوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی ۔ جس کو حاصل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور صحابہ کرام کی امامت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یار غار تھا اور یار مزار بھی ہے۔

بیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا ۔ ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے ۔ کہ لُٹ لُٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سابقین اولین میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مشہور محدث حضرت میمون بن مہران سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر پہلے اسلام لائے یا حضرت علی؟ تو انہوں نے جواب دیا:

وَاللّٰہِ لَقَدْ اٰمَنَ اَبُوْبَکْرٍ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ بُحَیْرِی رَاھِبُ ۔ یعنی حضرت ابوبکر تو بحیری راہب کے زمانے ہی میں مسلمان ہو چکے تھے (اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔)

ابن عساکر نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ ۔ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے (تاریخ الخلفاء ص ۲۲)

بعض صحابہ کرام اور تابعین عظام نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں اور کچھ حضرات نے یہ کہا کہ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام میں داخل ہوئیں۔ ان تمام اقوال کی روشنی میں سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۶)

حضرت ابوبکر کا قبول اسلام: حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام تجارت کے لئے تشریف لے گئے، جب دن نے اپنی چادر نور کو سمیٹا، اجالوں کی جگہ اندھیروں نے اپنی کالی زلفوں کو کائنات پر وسیع و عریض کیا یعنی رات ہوگئی تو قافلہ ایک گرجا گھر کے قریب ٹھہر گیا۔ سب سو گئے حضرت ابوبکر بھی

محوِ خواب تھے کیا دیکھا کہ چاند میرے قریب آرہا ہے اور میں اسے اپنی گود میں لے رہا ہوں خواب سے بیدار ہوئے بحیرا راہب کے گھر جا کر راہب سے خواب بیان کیا، بحیرا راہب نے حضرت ابو بکر سے آپ کا نام پوچھا، آپ نے ابو بکر بتایا پھر راہب نے سوال کیا کہ آپ کا وطن کہاں ہے آپ نے فرمایا میرا وطن مکہ ہے پھر سوال کیا کہ آپ کا خاندان کون سا ہے آپ نے قریش بتایا تو بحیرا راہب کہنے لگا اگر آپ کا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے خاندان، قریش میں اور آپ کے وطن مکہ میں مبعوث ہوں گے اور آپ دنیا میں نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیات ظاہری میں وزیر اور بعد وصال خلیفہ ہوں گے اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرمائیں گے تو غار ثور میں قیام کریں گے اس حال میں کہ تمہاری گود میں ان کا سر ہوگا۔

بحیرا راہب سے خواب کی تعبیر سننے کے بعد حضرت ابو بکر جب دار الحرم مکہ شریف پہونچے تو نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم مجھے کلمہ شریف پڑھایئے اور اسلام میں داخل کر لیجئے۔ کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ جو نبی و رسول ہوتا ہے اس کو معجزہ عطا کیا جاتا ہے کوئی معجزہ دکھا دیں تاکہ ایمان مضبوط ہو اور قلب کو اطمینان نصیب ہو جائے۔ ہمارے آقا نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اے ابو بکر! ملک شام تجارت کی غرض سے گئے تھے، رات کو سوئے، خواب دیکھا۔ بحیرا راہب سے خواب بیان کیا راہب نے جو تعبیر بتائی وہ میرا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ (ملخص نزہۃ المجالس، ص ۴۵۴)

اے ایمان والو! قربان جایئے نگاہِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ تشریف فرما ہیں مکہ شریف میں اور ملک شام کے خواب کو بیان فرما رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

گویا ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سمجھانا اور بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا امتی کہیں بھی ہو کسی بھی حال میں ہو، میری نظر میں ہے۔ وہ مجھ سے چھپا نہیں ہے میں اسے ہر حال میں دیکھتا ہوں۔

حضرت ابو بکر بغیر تردد ایمان لائے: محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمٰن تیمی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے کسی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے تردد کیا۔ علاوہ ابو بکر کے۔

جب میں نے ابو بکر پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کرلیا اور میرا ساتھ دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۲۷)

حضرت عمر کا ارشاد: اللہ کے دوست امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں۔ حضرت ابو بکر کے ایمان کو اور تمام زمین کے مومنوں کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابو بکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں ابو بکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۶)

حضرت مولیٰ علی کا ارشاد: اسد اللہ الغالب امیر المومنین حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جب اپنے ایمان کو چھپاتے تھے، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۲۵)

صدیق اکبر کی شان میں قرآن: امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔ بارگاہ خدا اور سول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کا یہ حال ہے کہ آپ کی شان میں بہت سی آیتیں نازل ہوئیں اور احادیث کریمہ میں آپ کا ذکر جمیل موجود ہے۔

آیت نمبر۱: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۱۰،ع۱۲)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! سورۂ توبہ کی یہ مقدس آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ غار ثور میں ہجرت کی رات ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی رفیق غم گسار نہیں تھا۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے۔

قرآں نے ان کو ثانی اثنین کہہ دیا
ثانی نہیں خدا کی قسم یار غار کا

قرآن سے صحابیت کا ثبوت: حضرات! آیت کریمہ "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ" سے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ آپ کا صحابی رسول ہونا قطعی یقینی ہے۔

آپ صحابی ہوئے، صحابیت کا انکار قرآن پاک کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے۔ انکار کرنے والا کافر ہوا۔ اب وہ لوگ یعنی رافضی، شیعہ، حضرات جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی نہیں مانتے اور تبرا بکتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں گویا قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں جس کی وجہ سے کافر ہوئے بلکہ بدترین کافر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ۝ (پ۳۰، ع۱۷)

ترجمہ: اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے۔ جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! علامہ ابن جوزی اور دوسرے محدثین ومفسرین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ سورۂ واللیل کی یہ آخری آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کمزور ونحیف غلاموں کو خرید کر آزاد فرمادیتے جو ایمان لانے کی وجہ سے کافروں کے ہاتھوں ستائے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد گرامی حضرت ابوقحافہ نے فرمایا، بیٹا ابوبکر! تم ضعیف، کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو۔ اگر تم جوان اور بہادر غلاموں کو خریدتے اور آزاد کرتے تو وہ تمہارے مشکل وقت میں کام آتے اور تمہاری مدد کرتے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد گرامی کو جواب دیا کہ ابا جان۔ ان غلاموں کو خریدنا اور پھر آزاد کرنا یہ عمل دنیاوی کسی فائدے کے لئے نہیں کرتا ہوں بلکہ صرف اور صرف اپنے رب کریم کی خوشی کے لئے کرتا ہوں

اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے علم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سات غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا جن کو اسلام لانے کی وجہ سے ستایا جاتا تھا۔ اسی لئے آپ کی انہیں خدمتوں اور کارناموں پر سورۂ واللیل کی ان آیتوں کا نزول ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۳۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ (پ۲۸، ع۱۹)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان)
اے ایمان والو! اس آیت کریمہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یعنی صالح المومنین سے مراد امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
(تاریخ الخلفاء ۴۰)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پ۲۴،ع۱)
ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لیکر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔ (کنزالایمان)
اے ایمان والو! اس آیت مبارکہ کے بارے میں مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت یعنی وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیوں کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر نے حضور کی رسالت و نبوت کی تصدیق فرمائی اور سب سے پہلے ایمان سے مشرف ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۷)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط (پ۲۶،ع۱۴)
ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنزالایمان)
اے ایمان والو! اس آیت کریمہ کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت یعنی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اَتْقٰی یعنی سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پرہیزگار ہوگا وہی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ عزت اور بزرگی والا ہوگا۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر کا لقب افضل البشر بعد الانبیاء ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یعنی افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳،ع۶)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر۔ ان کے لئے ان کا نیگ ہے۔ ان کے رب کے پاس، ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے، مسلمان ہوئے، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جام نوش فرمایا اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے ایمان لانے کے بعد ساری دولت راہ خدا میں قربان کر دیئے۔ دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر، دس ہزار ظاہر کر کے۔ اس قربانی پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو حضرت صدیق اکبر کے حق میں نازل فرمایا۔ (خزائن العرفان، پ۳، رکوع ۶)

درود شریف:

حدیث شریف اور صدیق اکبر: اے ایمان والو! کتنے پیارے انداز سے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و شوکت کو بیان کیا، اب آیئے کچھ احادیث شریفہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہیں ملاحظہ فرمالیں تا کہ یار غار مصطفیٰ، عز و ناز خلافت حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت و محبت میں مزید برکت اور تقویت حاصل ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ کیا شان و عظمت ہے۔ محبوب مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں۔ اور ہمارے پیارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حدیث شریف میں بیان فرمایا۔

قرآں نے ان کو ثانی اثنین کہہ دیا
ثانی نہیں خدا کی قسم یار غار کا

درود شریف:

حدیث شریف: ہمارے آقا، کونین کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَاخَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَنَا عِنْدَهُ يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ (مشکوۃ شریف، ص: ۵۵۵)

یعنی جس کا بھی احسان مجھ پر تھا میں نے اس کے احسان کا بدلہ دیدیا۔ سوائے ابو بکر کے کہ میں نے ابو بکر کے احسان کا بدلہ نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ ابو بکر کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جو ابو بکر کے مال نے فائدہ پہونچایا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔

حدیث شریف: ہمارے سرکار، احمد مختار، حبیب پروردگار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے ارشاد فرمایا: اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ۔
یعنی اے ابوبکر! سن لو کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

حدیث شریف: نبی رحمت، شفیع امت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ (ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)
یعنی کسی آدمی کے مال نے مجھ کو وہ فائدہ نہیں پہونچایا، جو فائدہ ابوبکر کے مال نے پہونچایا ہے۔

حدیث شریف: ہم غریبوں کے سہارے، پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ یعنی اے ابوبکر غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے مصلے پر

حدیث شریف: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب علیل ہوئے اور بیماری بڑھتی گئی تو ہمارے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیک والک وسلم میرے باپ بہت نرم دل کے ہیں وہ آپ کی جگہ نماز نہ پڑھا سکیں گے، پھر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر صدیق اکبر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم میرے باپ نرم دل کے ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ناراض ہو کر تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ میری جگہ پر لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلے پر یعنی حضور کی جگہ کھڑے ہو کر امامت فرمائی یعنی لوگوں کو نماز پڑھائی اور کئی دن تک نماز پڑھاتے رہے۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۹۱، مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۷۸، ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۸)

بخاری شریف، مسلم شریف کی یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید، حضرت عبد اللہ ابن زمعہ و حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی

ہے، اور بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کو متواتر بتایا ہے اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو خلافت اور امامت کے لئے چن لیا ہے۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت ابوبکر ﷛ کی محبت تمام امت پر واجب ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَشُکْرُهٗ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِیْ ۝

یعنی ابوبکر سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا تمام امت پر واجب ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۴۰)

حضرت ابوبکر ﷛ کا لقب عتیق کیوں پڑا

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور پُر نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۝ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۲۰۸)

یعنی تو اللہ کی جانب سے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا گیا۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق کا لقب عتیق ہے۔

حضرت صدیق اکبر ﷛ کی ایک نیکی

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات جو تاروں سے جگمگا رہی تھی، سارا آسمان تاروں سے بھرا تھا، میرے بستر پر ماہتاب نبوت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ گر تھے، میں نے دربار کرم میں معروضہ پیش کیا یعنی سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آسمان میں جتنے تارے ہیں اتنی نیکیاں کیا آپ کے کسی صحابی کی ہیں، زبان رحمت کھلی، میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا، ہاں عمر فاروق کی نیکیاں اتنی ہیں یعنی آسمان میں جتنے تارے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا کہ ابو بکر یعنی میرے باپ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق کی تمام زندگی کی نیکیاں ابو بکر یعنی تمہارے باپ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۰)

درود شریف:

اے ایمان والو! کیسی پیاری حدیث شریف آپ حضرات نے سُنی، یقیناً ایمان کو تازگی میسر آئی ہوگی کہ کیسی شان وشوکت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی کے صلے میں عطا فرمایا ہے۔

عرض یہ کرنا ہے کہ سرکار کے غلام حضرت ابو بکر صدیق کی ایک نیکی کا جب یہ عالم ہے تو پوری حیات طیبہ کی تمام نیکیوں کا عالم کیا ہوگا۔ اور پھر دوسرا عرض یہ کرنا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیاں اس شان کی ہیں تو آقا و مولیٰ سرکار مدینہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیکیوں کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

اور تیسرا عرض یہ ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ نبوت سے امتی کے نامۂ اعمال میں کتنی نیکیاں ہیں وہ سب چھپی نہیں ہیں۔ نگاہ نبوت میں آسمان کے تاروں کی تعداد بھی ہے اور امتی کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی تعداد بھی۔ جبھی تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔

گویا نگاہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حضرت عمر بھی ہیں اور آپ کی نیکیوں کی تعداد بھی اور آسمان کے تاروں کی تعداد کا علم بھی بلکہ ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ زمین ہو کہ آسمان، فرش ہو کہ عرش، خاکی ہوں یا قدسی، تمام مخلوقات کا علم ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار کی نظر میں مثل ہتھیلی ہے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

انگوٹھی پر نام مبارک: ایک مرتبہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا اس پر کسی نقاش سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھوالاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی لے لی اور نقاش کو جا کر فرمایا کہ اس انگوٹھی پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھ دے جب وہ انگوٹھی آپ نے بارگاہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کی تو اس پر لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَبُوْ بَکْرِ صِدِّیْق ۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا، یہ دو ناموں کی زیادتی کیسی ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آقا آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا ہے کیونکہ میری محبت نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ رب کے نام اور آپ کے نام میں جدائی ہو۔ لیکن میرا نام میں نے نہیں لکھوایا ہے، ادھر سدرہ کے مکیں حضرت جبرئیل امیں بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا اِسْمُ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَتَبْتُہٗ اَنَا لِاَنَّہٗ مَارَضِیَ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمَکَ عَنْ اِسْمِ اللّٰہِ فَمَارَضِیَ اللّٰہُ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمَہٗ عَنْ اِسْمِکَ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۸۷)

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام میں نے لکھا ہے۔ کیونکہ صدیق اکبر اس پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے جدا ہو تو خدائے تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق اکبر کا نام محبوب کے نام سے جدا ہو۔

پیارے نبی کی تین پیاری چیزیں: ہمارے پیارے نبی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ جیسا کہ ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ٥ یعنی مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اول خوشبو، دوم عورت، سوم نماز جو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی شریف، ج:۲، ص:۷۷)

پہلی پسندیدہ چیز خوشبو: اے ایمان والو! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَرُدُّوا الطِّیْبَ یعنی خوشبو کے تحفہ کو لوٹایا مت کرو۔ (مستطرف، کنز العمال، ج:۶، ص:۲۸۵)

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے خوشبو استعمال کرنا سنت ہے۔

ہمارے سرکار، انبیاء کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک سے جو پسینہ شریف نکلتا، وہ مشک و عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہوا کرتا تھا۔ آپ کے جسم مبارک سے ایسی پیاری خوشبو اور مہک نکلتی تھی کہ جس راہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ہو جاتا وہ راستے خوشبو سے مہکنے لگتے تھے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

درود شریف:

حدیث شریف: صحابیٔ مصطفےٰ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے گھر آرام فرماتے اور جسم اقدس سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ میری والدہ حضرت ام سلیم حضور کے مبارک پسینہ کو ایک بوتل میں جمع کرنے لگیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چشم رحمت کھولا اور ارشاد فرمایا۔ اے ام سلیم! تم میرے پسینہ کو کیا کروگی۔ ام سلیم نے عرض کیا۔ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم ہم اس کو اپنی خوشبو یعنی عطر میں ملائیں گے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۵۷، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پسینہ شریف ملا ہوا ہے۔ (بخاری شریف، جلد ۲، ص......)

اے ایمان والو: جب ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے پسینے سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح محبت فرماتے تھے تو پسینہ والے نبی سے محبت کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

دوسری پسندیدہ چیز عورت: اے ایمان والو! ہمارے آقا، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک میں بے شمار حکمتیں جلوہ گر ہیں چند حکمتیں بیان کر رہا ہوں پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔

پہلی حکمت: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ۔ مجھے پسند ہیں تمہاری دنیا کی تین چیزیں۔ صرف دنیا نہ فرمایا بلکہ تمہاری دنیا فرمایا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل دنیا کوئی اور ہے اور وہ قرب رب تعالیٰ ہے۔ جو صرف نوری نور کی دنیا ہے۔

درود شریف:

دوسری حکمت : اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ پہلی خوشبو، دوسری عورت ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ ہمارے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو پسند فرمایا۔

عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ زمانہ یاد کریں جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جلوہ گری نہیں ہوئی تھی تو عورتوں کا کیا مقام تھا۔ بیوہ عورتیں منحوس سمجھی جاتی تھیں اور لڑکیاں پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردی جاتی تھیں۔

معاشرے میں عورت کو ذلت اور نفرت سے دیکھا جاتا تھا۔ عورتیں دردو کرب میں مبتلا تھیں اور روتی تھیں، آہ و بکا کرتی تھیں، کسی رحمت والے، کرم والے، دردمند، مصیبت دور کرنے والے، مسیحا، مشکل کشا کو تلاش کررہی تھیں، آواز دیتی رہتی تھیں۔ پکارتی رہتی تھیں، مگر ظلم و جبر کے اندھیرے اتنے گہرے اور موٹے تھے اور ہر جانب سے مسلط تھے کہ دردو کرب کی ماری عورت کی آواز پر کوئی لبیک کہنے والا نہ تھا۔ شرق سے غرب تک، شمال سے جنوب تک، ظالموں کا، چوروں کا، حرام کاروں کا راج تھا۔ صرف سوچو، سمجھو، غور کرو کہ عورتوں کے لئے کیسا نازک دور تھا، کتنا بھیانک زمانہ تھا۔ کیسے اندھیرے تھے۔ ظلم حد سے آگے گزر چکا تھا۔ قدرت کو جلال آہی گیا۔

مشیت کو اپنے بندوں پر پیار آہی گیا۔ باب رحمت کھلا ایک نور نے نور مجسم کو مبعوث کیا۔ اجالے پھیلے، عرش سے فرش تک نور کی کرن پھوٹی۔ عبداللہ کے گھر سے آمنہ طیبہ کی گود سے، اندھیرے منہ چھپانے لگے، ظلم دم توڑنے لگا، جہالت روپوش ہوئی، نور و رحمت کی صبح ہوئی۔ ہر سو زمانے میں نور ہی نور تھا۔ چمک ہی چمک تھی، روشنی ہی روشنی تھی

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

آسمان سے زمین تک خیرات بٹنے لگی، نور کے صدقے لٹنے لگے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

تاریوں کا دور تھا، دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

یعنی ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فضل رحمٰن بن کر، رحمت تمام بن کر، بے کسوں کے کس، بے یاروں کے یار بن کر مشکل کشا، معین و مددگار، شفیع روز شمار، احمد مختار بن کر، جلوہ گر ہوئے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا، تجھے حمد ہے خدایا

عورتوں کو جینے کا حق اور عزت کا مقام دیا۔ بیواؤں کو منحوس کی بجائے مبارک فرمایا اور بیوہ کی خدمت کو نیکی بنا دیا۔ لڑکیوں کو زندہ در گور ہونے سے بچا کر زندگی کا شعور عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا بچیاں گاڑنے کے لئے نہیں، پالنے کے لئے ہیں۔ ان کی پرورش پر جنت کی بشارت دی اور فرمایا جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔

اب ظاہر و باہر ہو گیا کہ ہمارے حضور سراپا نور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے زمانے کا حال کیا تھا اور عورتوں کا مقام کیا تھا۔ ظلم کی چکی میں پسنے والی عورت کو ظلم سے چھڑایا کس نے؟ بیوہ عورت کو منحوسیت کی لعنت سے بچایا کس نے؟ زندہ بچی کو زمین میں گڑنے سے بچایا کس نے؟ روتی، بلکتی، سسکتی عورت کو عزت وعظمت کے ساتھ مسکرانے کی تبسم ریز حیات تر زندگی کس نے عطا کی۔ وہ ذات گرامی کون ہیں؟ تو وہ نور کا پیکر، رحمت تمام، مجسم کرم، ہمارے پیارے نبی پیارے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! وہ لوگ جاہل بھی ہیں اور ظالم بھی، جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو ان کا حق نہیں دیا وہ مذہب اسلام ہے اور پیغمبر اسلام ہیں جنہوں نے ہر عورت کو اس کا مکمل حق دلایا ہے اگر بچی لڑکی ہے تو اس کا حق، بہن ہے تو اس کا حق، ماں ہے تو اس کا حق، بیوی ہے تو اس کا حق، سارے حقوق کی حفاظت بھی کی اور دلایا بھی۔

درود شریف:

تیسری پسندیدہ چیز نماز: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تیسری پسندیدہ چیز نماز ہے۔ ہمارے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ** ۔ یعنی میرے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ (کنز العمال، ج: ۷، ص: ۱۱۷)

اور آقا و مولیٰ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْن**

یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان رحمت سے ارشاد پاک سنا تو عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ سچ فرمایا آپ نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والک وسلم وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثٌ۔ کہ مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔

اول: اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا دیدار کرنا۔

دوم: وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا مال قربان کرنا۔

سوم: وَاَنْ یَّکُوْنَ اِبْنَتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی میری بیٹی عائشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ (منبہات تصنیف علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سبحان اللہ! سبحان اللہ!! عشق ہو تو ایسا محبت ہو تو ایسی کہ جاں نثار نبی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر محبوب تمنا عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے۔ تینوں محبوب تمنائیں ایسی ہیں جس سے محبت رسول کا جام چھلکتا نظر آ رہا ہے۔

گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا اور سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ مومن کی ہر آرزو اور تمنا میں عشق نبی جلوہ گر ہونا چاہئے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

پھر بھی عاشق مصطفیٰ، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جی نہیں بھرا۔ دل کی پیاس باقی ہے۔ فرماتے ہیں

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

حضرت ابوبکر کے بچپن کا واقعہ: حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت پرستی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پندرہ سال کے ہوئے تو آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا یعنی بت شکنی فرمائی۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب تنزیہ المکانۃ الحیدریہ ص ١٣ پر رقم طراز ہیں کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بُت خانہ لے گئے اور بتوں کی طرف اشارہ فرما کر حضرت ابوبکر سے کہا : هٰذِهٖ اٰلِهَتُکَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَهَا یہ تمہارے بزرگ خدا ہیں ان کو سجدہ کرو۔ باپ نے یہ کہا اور چلے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مبرم کی طرح بُت کے سامنے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلادے مگر بُت کچھ نہ بولا پھر آپ نے فرمایا: اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنادے۔ بُت کچھ نہ بولا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر فرمایا، میں تجھ کو پتھر مارتا ہوں فَاِنْ کُنْتَ اِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَکَ اگر تو معبود ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ پتھر بُت ہی بنا رہا۔ آپ نے پوری طاقت سے اس بُت کو پتھر مارا تو وہ جھوٹا خدا پتھر کا بنا ہوا منہ کے بل گر پڑا۔ اسی اثناء میں آپ کے والد گرامی تشریف لے آئے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر فرمانے لگے۔ میرے بیٹے تم نے یہ کیا کیا، آپ نے فرمایا وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے والد گرامی آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور سارا واقعہ سنایا۔ والدہ نے فرمایا اس بچے کو اس کے حال پر رہنے دو۔ کچھ نہ کہو۔ جس رات یہ بچہ پیدا ہوا۔ میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا، ایک غیبی آواز آرہی تھی۔ یَا اَمَةَ اللّٰهِ عَلَی التَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَآءِ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِیْقٌ۔ یعنی اے اللہ کی سچی بندی، تجھے مژدہ ہو اس عتیق بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور یہ سچا بچہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دوست اور رفیق ہے۔

(رواه القاضی ابو الحسین احمد بن محمد الزبیدی باسنده فی معالی الفرش الی عوالی العرش)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۶﴾

جُمادی الآخرہ

پہلا جمعہ..دوسرا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ؕ (پ۱۰۔ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور جاہلیت میں بھی خاندان قریش کے بڑے معظم اور مکرم شخصیت مانے اور جانے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان میں صاحب دولت تھے۔ حضرت ابوبکر باوقار اور صاحب احسان ومروت تھے۔ گم شدہ کی تلاش اور مہمانوں کی خوب تواضع، خاطر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر قریش کے ان گیارہ اشخاص میں ہیں جن کو دور جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں، شرف وبزرگی حاصل رہی ہے۔

حضرت ابوبکر دور جاہلیت میں، خون بہا اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے جو اس زمانے کا بہت ہی بڑا اعزاز کا منصب تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی، ایک مرتبہ کی بات ہے مجمع ہے صحابہ کرام کا۔ سوال کیا گیا حضرت ابوبکر سے کہ آپ نے دور جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کو پسند فرمایا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ سوال ہوا کیوں نہیں پی؟ تو آپ نے فرمایا كُنْتُ اَصُوْنُ عِرْضِيْ وَاَحْفَظُ مُرُوْئَتِيْ یعنی میں اپنی شرافت وعزت اور مروت کی حفاظت کرتا تھا اس لئے کہ جو شراب پیتا ہے اس کی عزت وشرافت اور مروت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے۔ اس بات کو جب پیارے نبی، ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سنا تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۶)

حضرت ابوبکر کی تبلیغ کا اثر: یارِ غار نبی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر خلوص کوشش اور اچھی تبلیغ سے حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبیدہ بن جراح جیسے بہت سے جید حضرات مسلمان اور صاحب ایمان ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۲)

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ اگر آج بھی ہم پُر خلوص کوشش کریں اور اچھی نصیحت سے کام لیں یقیناً اثر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے ہم سب کو خلوص کی دولت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضرت ابوبکر بے مثل عالم اور خطا سے پاک: محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم لاجواب تھا، آپ بے مثل عالم اور بالاتفاق، اعلم الصحابہ یعنی جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے، حافظ قرآن کے ساتھ فن قرأت میں ماہر تھے۔ علم الانساب، تعبیر خواب اور خطبات کی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر، آپ کی ذات بابرکت تھی۔ درمیان صحابہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا، چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ آپ حدیث شریف سناتے اور مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا۔ لوگوں کے قلوب مطمئن ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شان کے صاحب الرائے تھے کہ ایک صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنانے کا ارادہ فرمایا تو ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی۔ تو ہم غریبوں کے آقا ہم فقیروں کی ثروت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، معاذ بن جبل تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ ابوبکر خطا کریں۔ (طبرانی، تاریخ الخلفاء، ص ۳۳)

درود شریف:

حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس معراج کی رات کی صبح، دشمن رسول ابوجہل اور اس کے ساتھی مشرکین آئے اور کہنے لگے کہ ابوبکر آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے صاحب، آپ کے دوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ رات کو بیت المقدس آسمان، عرش وغیرہ کی سیر کو گیا اور رات ہی

میں آسمانوں وغیرہ کی سیر کر کے واپس بھی آ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں؟ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَاُ صَدِّقُهٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذٰلِکَ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۳)

یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید اور بڑی بات کی خبر دیں گے تو بیشک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا۔

کس شان کا ایمان تھا حضرت ابوبکر کا: بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان آپ پر میرا ایک احسان ہے اور وہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ابوجہل اور کفار کے ساتھ تھا۔ لڑائی ہو رہی تھی۔ سر کٹ کٹ کے گر رہے تھے اور کئی مرتبہ آپ میری تلوار کے زد میں آ گئے لیکن آپ کو میں نے باپ ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا، یہ احسان ہے آپ پر میرا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش ایمانی کے ساتھ ارشاد فرمایا: لَوْ اَهْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ یعنی اے میرے بیٹے عبدالرحمٰن سن لو اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو قسم خدا کی، میں تم کو بیٹا سمجھ کر نہیں چھوڑتا بلکہ اس وقت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن سمجھ کر تم کو قتل کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء، ۳۳)

کیا خوب فرمایا۔ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کفار و مشرکین تکلیف نہ دیں جب مسلمانوں کی تعداد اڑتیس ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمیں اسلام کی تبلیغ علی الاعلان کرنا چاہئے۔ نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے پیارے صدیق۔ ابھی ہم

تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اصرار کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا اور سارے صحابہ کو لیکر مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ یعنی تقریر شروع کیا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شرافت مکہ والوں میں مسلم تھی اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ لہولہان ہوگیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ بنو تیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ لوگ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زدوکوب کے بعد بچ سکیں گے۔ آپ کے قبیلہ کے لوگ مسجد حرام میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کیوں کہ اسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

شام تک آپ بیہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس بات پر لوگوں نے آپ کو بہت ملامت کی کہ انہیں کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہیں کا نام لیا اور ان کا نام کیوں نہ لیتے اس لئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر اور یاد ہی تو مومن کی شان اور ایمان کی جان ہے۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

کچھ لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب جان بچ جائے گی۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے، پینے کا کچھ انتظام کر دیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کچھ کھانے پینے کا سامان لیکر آئیں اور آپ کو کھانے کے لئے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا کر معلوم کرو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے بیٹے کی بیقراری کو دور کرنے کے لئے ام جمیل کے پاس گئیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔

وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں انہوں نے ٹال دیا، اور کوئی صحیح جواب نہیں دیا اور کہا کہ اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں اور رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی پوچھا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی والدہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو ام جمیل نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخیر و عافیت ہیں آپ نے فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ حضرت ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا قسم ہے اللہ واحد ذوالجلال کی میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نہ کرلوں گا۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادیگی وہ آگ لگائی ہے

اور فرمایا:

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

آپ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ نے قسم کھائی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تو آپ کی والدہ نے لوگوں کی آمد ورفت کے بند ہو جانے کا انتظار کیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو دیکھ کر پھر تکلیف دے۔ جب رات زیادہ گزر گئی اور لوگوں کا آنا جانا بند ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ محترمہ لیکر سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہونچیں۔ عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب

اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹ کر خوب روئے اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اشکبار ہو گئے حتیٰ کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی اور سب رو پڑے۔ (تاریخ الخلفاء، ۳۵)

اسی گریہ وزاری ومحبت کے ماحول میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کریم، رؤف ورحیم، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عنایت میں عرض کیا کہ آقا میری ماں مجھ سے بڑی محبت فرماتی ہیں۔ آپ میری والدہ کے حق میں دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرمادے اور جہنم سے نجات دیدے اور جنت کا حقدار بنادے۔ جان ایمان، مالک جنت، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آپ کی والدہ کی طرف نگاہ نبوت ورحمت سے دیکھنا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ نے کلمہ پڑھا اور ایمان وصحابیت سے مشرف ہوگئیں۔ (حیاۃ الصحابہ اردو والبدایہ والنہایہ)

خوب فرمایا میرے آقا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہونچیں گے
اتنا تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

کل مال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان: حدیث شریف کی دو مشہور کتاب ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف میں ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور اتفاق سے اس وقت میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیکی میں آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لئے ممکن ہوگا تو وہ دن آج کا دن ہوگا۔ میں بہت زیادہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ان سے نیکی میں آگے بڑھ جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کل دولت کا آدھا مال لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ **مَاأَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ** یعنی اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کتنا چھوڑا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ دیا ہے پھر حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا ساری دولت، کل سرمایہ حتیٰ کہ کھانے پکانے کا برتن، کپڑا سلنے کی سوئی، پہنے کا کپڑا بھی سامان میں شامل فرمالیا اور پھٹا پرانا کمبل اپنے جسم اقدس پر اوڑھ لیا اور بٹن کی جگہ ببول کا کانٹا لگا لیا۔ اور اسی شان کے ساتھ سب کا سب مال لے کر اسی لباس میں اپنے آقا کریم پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شرف حضوری سے مشرف ہوئے۔ پھر اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور وہ بھی پھٹے پرانے کمبل اوڑھے ہوئے اور بٹن کی جگہ ببول کا کانٹا لگائے ہوئے تھے۔ ہمارے آقا کریم سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اے سدرہ کے مکین جبرئیل امین! آج میں تم کو کس لباس میں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محبوب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سے آپ کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس لباس کو پہن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں ہر فرشتہ کو حکم دیدیا ہے کہ تم اسی لباس کو پہن لو۔ جس لباس میں میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نظر آ رہے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۹، نزہۃ المجالس)

بہر کیف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عاشق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ یعنی اے ابوبکر۔ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (تاریخ الخلفاء، ص: ۳۰)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لئے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

درود شریف:

حضرات! اب تھوڑی دیر ٹھہر جایئے ایک نکتہ عرض کرتا چلوں غور سے سنئے۔

آج ہمارا مخالف بدعقیدہ کہتا ہے۔ نبی ایک ہیں ہر جگہ کیسے ہو سکتے ہیں سنی مسلمان کہتے ہیں۔ ہماری محفلوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتے ہیں، ہم جہاں یاد کریں، ہمارے نبی جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

بددین کہتا ہے جب نبی ایک ہیں تو ہر جگہ کیسے موجود ہو سکتے ہیں۔

تو بددین وہابی، دیوبندی، تبلیغی سے کہو اور اس سے پوچھو کہ ہمارے سرکار نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کہا تھا کہ اللہ و رسول کو گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھو کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو آپ کے پاس صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ وہ اور کون رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کو آپ گھر والوں کے لئے چھوڑ آئے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان پکارے گا اور جواب دے گا کہ میرے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایک ہیں مگر ان کا جلوہ ہر جگہ ہے۔

اسی کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

اور اُستاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

طور پر ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

اے ایمان والو! یاد رکھو! مومن جلوۂ حضور دیکھتا ہے منافق کو دکھائی نہیں دیتا۔

ابوجہل کو جلوۂ محبوب خدا کبھی بھی نظر نہیں آیا۔ اور عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل صحابہ میں بھی جلوہ یار دیکھتے ہیں اور گھر میں بھی جلوہ محبوب خدا کا نظارہ کرتے ہیں۔

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

حدیث شریف: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَیْءٍ اَبَدًا ۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

آپ کی بہادری: علامہ بزار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو سب لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے برابر سے لڑتا ہوں، پھر کیسے میں سب سے زیادہ بہادر ہوا۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہادر۔ دلیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تا کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اس میں آرام فرمائیں اور گرد و غبار اور دھوپ سے محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے آپس میں کہا کہ لڑائی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کون رہے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ کردے۔

فو اللّٰہ مادنامنا احدٌ الا ابوبکرٍ یعنی خدا کی قسم اس کام کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی آگے نہیں بڑھا۔ آپ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس کھڑے ہوگئے پھر کسی دشمن کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوسکی اور اگر کسی دشمن کو آتا دیکھتے تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہم لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۵)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کافروں نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم خدا کی کہ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب نہیں گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انہیں دھکے دے دے کے پیچھے ہٹایا اور فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم ایسی ذات کو ستاتے ہو، مارتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا معبود، پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ۲۸)

شب ہجرت: مسلمانوں پر قریش کے ظلم و ستم کا سلسلہ اتنا آگے بڑھ چکا تھا کہ مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے تھے، چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کرگئی، باقی کچھ لوگ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہلے چلے گئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں چند مسلمان رہ گئے تھے تو قریش مکہ نے کہا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کردینے کا اچھا موقع ہے۔ مشورے کے لئے دار الندوہ میں دشمنان اسلام جمع ہوئے سب نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا۔ آخر طے یہ پایا کہ ہر قبیلے سے ایک جوان کو تیار کیا جائے۔ یہ سب جوان بہادر ننگی شمشیر لیکر رات کی تاریکی میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کاشانۂ نبوت کو گھیر لیں اور جب صبح ہوگی آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائیں تو یہ سب قریش کے نوجوان بہادر ایک ساتھ مل کر ان پر حملہ کردیں۔ اس تدبیر کا فائدہ یہ ہوگا کہ جس قتل میں تمام قبیلے شامل ہوں گے اس کا بدلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبیلہ نہ لے سکے گا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھی، ماننے والے لے سکیں گے۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق قریش کے نوجوانوں نے ننگی تلواروں کے ساتھ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا۔ اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دشمنان اسلام کی سازشوں

سے خبردار فرمایا اور حکم دیا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر آپ مدینہ تشریف لے جائیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور فرمایا علی! فلاں، فلاں کی امانت ہے اسے دیکر تم بھی مدینہ آجانا اور خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ دشمنان اسلام گھات میں تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلیں گے تو ہم اپنا کام کرلیں گے یعنی قتل کردیں گے۔

لیکن اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورہ یٰس فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ تک تلاوت فرمائی اور دست مبارک میں مٹی لی اور ان کے سروں پر پھینک دی۔ اور ان کے بیچ سے تشریف لے گئے مگر کوئی کافر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھ سکا۔

ایک نکتہ: آج کل ہمارا مخالف یہ کہتا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔ حیات ہیں تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتے تو میرا جواب یہ ہے کہ تم کو تو اس وقت بھی نظر نہ آئے جب شب ہجرت تمہارے پاس سے گزرے تو اب چودہ سو برس کے بعد کیسے دیکھو گے۔ سرکار کا دیدار تو مومنوں کا حصہ ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

درود شریف:

حضرات! میرے سرکار دونوں عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانہ رحمت سے نکلے لیکن کوئی کافر آپ کو نہ دیکھ سکا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں مطلع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ آقا۔ کیا میرا بھی ساتھ ہوگا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں ابوبکر! تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے۔ یہ پیغام ہجرت سن کر فرط محبت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کچھ تیاری کی گئی۔ پھر نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مکہ سے چلے، غار ثور کی طرف سفر شروع تھا۔ غار ثور مکہ سے تین میل دور جنوب کی جانب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی۔ غار ثور پر چڑھنے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چڑھائی بہت لمبی ہے راستہ دشوار ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے کندھے پر

سوار ہو جائیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر تردد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے مبارک پر سوار ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے مبارک پر اس انداز سے تشریف فرما ہوئے کہ دونوں پائے اقدس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے سے چمٹے ہوئے تھے گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کندھا رحل تھا اور بولتا قرآن اس رحل پر رکھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سرکار پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پائے اقدس سینے سے چمٹائے ہوئے تھے اور کبھی داہنے پیر کو چومتے اور کبھی بائیں پیر کا بوسہ دیتے۔ عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے — جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

دو عالم سے کرتی بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرات! عالم محبت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کیسی گزری۔ کیا حال تھا؟ تو جواب ملے گا۔ نہ پوچھو کیا حال تھا۔ نور کی برسات تھی۔ کرم کا سماں تھا۔ اتنی لمبی چڑھائی مکمل کیسے ہوئی کچھ پتہ نہ چلا۔ ہم اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر غار ثور تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، آقا! آپ ذرا ٹھہریں تاکہ غار کو صاف کرلوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اسے صاف کیا اور جتنے سوراخ تھے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کران سوراخوں کو بند کیا۔ کپڑا ختم ہوگیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس سوراخ پر اپنے پیر کا انگوٹھا رکھ دیا، تاکہ کوئی جانور سانپ وغیرہ اندر نہ آنے پائے۔ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ فِيْ حُجْرِهٖ وَنَامَ۔

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اندر تشریف لائیے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ (مشکوٰۃ شریف ۵۵۶)

صبح ہوئی تو لوگوں نے کیا دیکھا کہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بستر سے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُٹھ رہے ہیں۔ حیران و پریشان ہوکر پوچھا کہ اے علی! تمہارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں گئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا جاگ کر پہرہ تم لوگ دے رہے تھے اور میں رات بھر بڑے آرام سے سوتا رہا۔ پھر مجھ سے پوچھتے ہو کہ آقا کہاں گئے۔ دشمنان اسلام پریشان ہیں کہ کہاں گئے۔

اسی اثناء میں غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بن دیا اور کبوتر نے انڈا دیا۔ ادھر کفار مکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے دہانے تک پہونچ گئے ان کے قدموں کی آہٹ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مضطرب اور پریشان ہوئے عرض کیا۔ آقا! دشمن غار کے پاس کھڑے ہیں اگر یہ لوگ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو ہم کو یہ لوگ دیکھ لیں گے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَاظَنُّکَ یَااَبَابَکْرٍ بِاِثْنَیْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا اے ابوبکر! ان دونوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہے۔ (بخاری شریف، جلد ۲، ص: ۶۷۲)

دشمنان اسلام غار کے اردگرد گھومتے رہے، چکر لگاتے رہے مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جان ہیں، جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

درود شریف:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی پر جان قربان کی

حضرات! ایک عمر رسیدہ سانپ ہزاروں برس سے اسی غار کے پاس رہتا تھا۔ اس سانپ نے سن رکھا تھا کہ اسی غار میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بوقت ہجرت قیام فرمائیں گے تو میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ آج وقت ہے زیارت کا، مگر دیدار کے لئے آنے کا راستہ بند ہے، بہت کوشش کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر ہٹادیں راستہ مل جائے اور دیدار ہو جائے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کب ایک زہریلے سانپ کو اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے پاس آنے کی اجازت دیں گے۔ آخر کار سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈس لیا اور زہر سارے بدن میں سرایت کر گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ پُرانا زہریلا سانپ ہے اس کے زہر کا اثر بہت ہی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام میں خلل نہ ہونے پائے اس لئے اپنی جان کو جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر خطرے میں ڈالنا گوارہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ سانپ کے زہر میں مارنے کی صلاحیت ہے تو ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شفاء دینے اور جلانے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

اسی کو تو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

درود شریف:

فَلُدِغَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ رِجْلِہٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ یَتَحَرَّکْ مَخَافَةَ اَنْ یَّنْتَبِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُہٗ عَلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ شریف،۵۵۶)

ترجمہ: ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سوراخ سے ڈسا گیا، آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاگ جائیں گے، پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے۔

یعنی سانپ نے ڈسنا شروع کیا، آپ نے تکلیف کو برداشت کیا اور اپنی جگہ سے بھی حرکت نہ کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام میں خلل نہ پیدا ہو جائے۔ سانپ کا زہر آپ کے پورے جسم میں حلول کر چکا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، کوئی روتا ہے اس کے آنسو زمین پر گرتے ہیں، کسی کے آنسو دامن میں ٹپکتے ہیں، کسی کے آنسو آستین پہ پڑتے ہیں مگر اے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تو بہت قیمتی ہیں مگر آپ کے آنسو بھی قیمتی ہیں آپ کی آنکھوں کے آنسو گرے اور چہرۂ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پڑ گئے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آنکھوں کو کھولا اور فرمایا مَالَکَ یَا اَبَابَکْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے ابوبکر کیا ہوا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگا دیا زہر ختم ہو گیا۔ شفا مل گئی (زرقانی، جلد ۱، ص ۳۸۹، مشکوٰۃ، ص:۵۵۶)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظ جان تو اصل فروض غرر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اس کام پر مامور کیا تھا کہ تم دن کے وقت لوگوں کی باتیں سنو کہ وہ ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں اور جب رات ہو جائے ہمارے پاس آکر ان باتوں سے مطلع کرو؟ عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ دن کے وقت میں بکریاں چراؤ اور رات کے وقت بکریوں کو غار کے پاس لے آؤ جس سے تازہ دودھ حاصل ہو جائے اور اپنی بیٹی اسماء کو کھانا لانے پر متعین فرمایا کہ خاموشی سے یہ تینوں حضرات اپنے اپنے کام انجام دیں۔ (ابن ہشام، جلد ۱، ص ۱۶۷)

چوتھے دن ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عاشق، یار غار کے ساتھ مدینہ شریف کی طرف کوچ فرمایا، ادھر دشمن تلاش کرتے رہے، مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پا سکے تو مجبور ہو کر یہ اعلان کیا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے اسے سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ انعام کے لالچ میں عرب کا بہادر نوجوان جس کا نام سراقہ بن مالک ہے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تلاش میں مدینہ کی جانب نکل پڑا۔ سراقہ بن مالک گھوڑا دوڑاتا رہا آخرکار سرکار کے قریب پہونچ چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو آتے ہوئے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سراقہ آرہا ہے تو ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ اے ابوبکر! غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ مگر سراقہ بن مالک دو تین نیزوں کے برابر قریب آچکا تھا۔ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے ہیں کہ سراقہ کی نیت صحیح نہیں ہے۔ اپنی خادمہ زمین کو حکم صادر فرمایا: يَا اَرْضُ خُذِيْهِ اے زمین! سراقہ کو پکڑ لے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان سنتا تھا کہ گھوڑا ٹخنوں تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جب سراقہ بن مالک نے یہ ماجرا دیکھا کہ آئے تھے گرفتار کرنے اور خود ہی گرفتار ہو گئے تو معافی کا طلبگار ہوا، میرے رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا اَرْضُ اُتْرُكِيْهِ اے زمین سراقہ کو چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی ہی دور سراقہ گیا تھا کہ پھر نیت خراب ہو گئی۔ پھر پلٹا اور مالک ارض و سماء کے قریب ہوا پھر سرکار کا حکم جاری ہوا يَا اَرْضُ خُذِيْهِ اے زمین سراقہ کو پکڑ لے۔

اب سراقہ بن مالک کا گھوڑا گھٹنوں تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا، سراقہ پریشان ہوا اور شرمندہ بھی۔ آخر معافی کا طالب ہوا۔ میرے آقا، رحمت تمام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر سراقہ کو معاف فرما دیا۔

ارشاد ہوا۔ یا ارض اترکیہ اے زمین سراقہ بن مالک کو چھوڑ دے۔

اشارہ پانا تھا کہ زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا۔ اب سراقہ مکہ کی طرف چلا، کچھ دور پہونچا پھر نیت بدلی، شیطان نے اپنے چال میں لیا کہ ایک بار اور کوشش کرو ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤ۔ سرکار کو گرفتار کرنے کی نیت سے سراقہ بن مالک پھر پلٹا، قریب ہوا، آقا کا حکم پھر جاری ہوا۔ یاارض خذیہ اے زمین سراقہ کو پکڑ لے۔ اب کی مرتبہ سراقہ کا گھوڑا کمر تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا۔ آخر سراقہ بن مالک سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ایک بار کی بات نہیں ہے بلکہ تین مرتبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حکم ہوتا ہے اور زمین عمل کرتی نظر آتی ہے تو جس کا حکم زمین پر نافذ ہے۔ سنی سنائی نہیں بلکہ دیکھی ہوئی بات ہے وہ یقیناً سچے ہیں اور ان کا دین سچا ہے۔ اب سراقہ بن مالک کا دل بدل چکا ہے۔ نفرت کی جگہ محبت اور کفر کے اندھیروں کی جگہ اسلام کا اجالا نظر آنے لگا ہے۔ گھوڑے سے نیچے اترے، ادب سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ ہمارے سرکار رحمت پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں، میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری، ج:۱، ص:۵۵۵،۵۵۴)

چنانچہ مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ فتح ہوا، جہاں بے شمار خزانے، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات حاصل ہوئے اور مدینہ طیبہ میں لائے گئے اور بیت المال میں جمع ہوئے۔ انھیں خزانوں میں ایران کے بادشاہ کسریٰ کا کنگن جو سونے کا تھا، وہ کنگن بھی تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کے کنگن کو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک پورا ہوا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۱۱۳)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

خلافتِ صدیقی

احادیث نبویہ کی روشنی میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط (پ ۱۸، ع ۱۳)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں رہے تو ہر وقت کفار و مشرکین کی طرف سے اذیت اور تکلیف کا سامنا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد مشرکین کے حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک صحابی نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی ہم پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم امن واطمینان سے رہ سکیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا ان کے ہاتھوں سے دنیا میں دین اسلام کو قائم فرمائے گا۔ کفار و مشرکین کا خوف اس وقت مسلمانوں کو

مرعوب نہ کر سکے گا اور مسلمان امن واطمینان کے ساتھ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ چاروں خلفاء کے مبارک زمانہ میں پورا ہوا۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کے حق اور صحیح ہونے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ (تفسیر مدارک، خازن، ابن کثیر)

آیت کریمہ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (پ ۶، ع ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، وہ لوگ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! مفسرین کرام اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد جب کچھ لوگ اسلام سے پھر گئے یعنی مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے لوگ دین سے پھر گئے یعنی مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال فرمایا تو اس زمانہ میں ہم لوگ یعنی صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ (جو اوپر ذکر کی گئی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسی لئے حضرت ابن ابی حاتم، ابن قتیبہ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ برحق ہونے پر ایک بڑی دلیل ہے اور اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تمام ساتھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ (تفسیر مدارک، خازن، مظہری، تاریخ الخلفاء ص ۶۱، نور الابصار، ص ۱۸۵)

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف:۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک عورت کسی کام کے لئے حاضر ہوئی، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا، پھر کسی وقت آنا۔ اس عورت نے عرض کیا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ وصال فرما جائیں تو پھر میں کیا کروں۔ پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے خاتون اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر صدیق کے پاس چلی جانا۔ (بخاری شریف، جلد ا، مسلم شریف، جلد ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ میرے آقا مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں واضح اشارہ ہے کہ میرے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ برحق ہونے پر۔ (الاستیعاب، جلد ۲، ص ۲۳۹)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

حدیث شریف: اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ترمذی، المستدرک، امام حاکم، جلد ۳، ص ۷۵)

امام حاکم نیشاپوری اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے بعد صدقات کس کے حوالے کریں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر کو دینا۔ (فتح الباری، جلد ۷، ص ۲۳، المستدرک، جلد ۳، ص ۷۷)

رسول اللہ کے وصال کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے

نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ، جانشین کون بنے گا۔ حدیث کی مشہور کتاب بیہقی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملے کو حل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ بہت سے صحابہ موجود تھے۔ سب سے پہلے ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی شخص کو کہیں کا حاکم مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملے میں بھی ایک شخص

مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصاری میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔ ان حضرات کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معاون ومددگار رہے۔ اب اسی طرح خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ ہمارے حاکم اور خلیفہ ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور پھر تمام انصار ومہاجرین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔

اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور مجمع پر ایک نگاہ ڈالی تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں تھے۔ فرمایا ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خاص صحابی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے، یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ فکر نہ کریں یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ نے بھی بیعت کرلی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع کو دیکھا تو اس میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود نہیں تھے۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا جائے جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں میری مدد کریں گے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اے خلیفہ رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہ کہکر اٹھے اور بیعت کرلی۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ۔ یعنی حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھادیا ہے تو پھر کون آپ کو پیچھے کرسکتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۸۷)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کا امام بنا دیا ہے تو اب ہمارے خلیفہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

درود شریف:

امامت کا واقعہ سنہ ۱۰ھ میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا اس موقعہ پر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ عرفات کے میدان میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شاندار خطبہ دیا جو اسلام کے جملہ اخلاقی وروحانی نظام کا مجموعہ تھا۔ آخر میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا۔ کیا میں نے آپ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پہونچا دیئے ہیں؟ جملہ صحابہ نے عرض کیا کہ بیشک آپ نے سارے احکام پہونچا دیئے ہیں اسی دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (پ۶،ع۵)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو تمام صحابہ بڑے خوش ہوئے کہ ہمارا دین مکمل ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر نعمت کو پوری فرما دی اور ہمارے لئے دین اسلام پسند فرمایا سب خوش تھے مگر خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا آقا! آپ دین مکمل کرنے اور نعمتوں کو پوری کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اب دین مکمل ہو گیا اور نعمت پوری کر دی گئی یعنی اس کا مطلب ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب ہمارے درمیان نہیں رہیں گے۔ اسی لئے میں رو رہا ہوں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے جدا ہو جائیں گے۔

آیت مبارکہ کا مطلب کسی نے نہیں سمجھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے۔

اسی طرح ایک دن زمانہ علالت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو پسند کرے یا آخرت کو۔ لیکن اس نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کو پسند کر لیا۔

اس فرمان ذی شان کو سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود اپنا ذکر فرما رہے ہیں۔ زار وقطار رونے لگے یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر ہم اور ہماری اولاد قربان ہوں، کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہ سکیں گے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان سے سمجھ گئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے جدا ہورہے ہیں۔

حدیث شریف: ابن زمعہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب علیل ہوئے تو ایام علالت میں فرمایا۔ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری، جلد ا، ص ۹۳، طبقات ابن سعد، جلد ۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میرے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقیق القلب انسان ہیں جب وہ مصلی خالی دیکھیں گے اور آپ کو نہ پائیں گے تو برداشت نہیں کرسکتے، رونے لگیں گے تو نماز کیا پڑھائیں گے اس لئے آپ حضرت عمر کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا، لَا، لَا، یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ یُصَلِّی بِالنَّاسِ اَبُوْبَکْرٍ۔ یعنی نہیں نہیں نہیں اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان ابوبکر ہی سے راضی ہیں وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۴۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال والے دن فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ شدید بیماری اور نقاہت کے سبب تین دن ہوچکا تھا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف نہیں لائے تھے کہ اچانک حجرہ شریف کا دروازہ کھلا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ اُٹھایا۔ سرکار اعلیٰ حضرت عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اٹھادو پردہ دکھادو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہورہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ اٹھایا۔ فَنَظَرَ اِلَیْنَا فَتَبَسَّمَ ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ اس وقت آپ کا رُخ انور کھلے قرآن کے ورق کی طرح لگتا تھا۔ آپ کے چہرے سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی کا چہرہ نہیں دیکھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز کی حالت میں دیکھا۔ اور مسکرائے تو صحابہ بھی حالت نماز میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ زیارت کی عجیب وغریب حالت تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گئے۔ کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ عجیب سماں تھا قبلہ سے چہرہ ہٹا کر بقبلہ کے قبلہ پیارے نبی کو دیکھنے لگے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ناراض نہ ہوئے ڈانٹا نہیں، پھٹکارا نہیں کہ اے صحابہ نماز کی حالت میں ہو اور مجھے دیکھ رہے ہو۔ بلکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا: اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ یعنی تم اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ گرادیا اور حجرے میں تشریف لے گئے اور صحابہ نے اپنی نماز پوری کی۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۹۳)

اسی دن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وصال فرمایا۔ (مسلم شریف، جلد ۱، ص ۱۷۹)

۱) **توضیح:** ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے تمام صحابہ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصلے پر کھڑا کر کے گویا یہ اعلان فرمادیا کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہیں

۲) **توضیح:** معراج کی شب مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام کی صف میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے افضل تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا امام بنایا اور تمام صحابہ کی صف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل تھے۔ اس لئے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنایا۔ کیوں کہ امام افضل کو بنایا جاتا ہے۔

درود شریف:

۳) **توضیح:** وصال محبوب اور ابوبکر صدیق: ۱۲ ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ ۱۱ھ کو ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام سخ میں تھے خبر پاتے ہی حاضر ہوئے اور حجرۂ عائشہ صدیقہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک منقش یمنی چادر اوڑھے آرام فرما ہیں۔ رُخ انور سے چادر کو ہٹایا اور جھک کر پیشانی مبارک کا بوسہ لیا پھر عرض کیا۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاک اور صاف تھے اور موت کے بعد بھی پاک وصاف ہیں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم! اللہ اللہ آپ کو ہرگز دو موتیں نہ دے گا وہ موت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کی تھی وہ تو آپ کو آ ہی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرے سے باہر تشریف لائے، کیا دیکھا کہ لوگ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہیں ہر طرف حزن وملال کا عالم ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیوانگی، وارفتگی اور کرب و بے چینی کا یہ عالم تھا کہ ننگی تلوار لئے ہوئے اعلان کررہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوگئی اس کو میں قتل کردوں گا ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات تھی جو اسلام کے لئے سپر بن کر سامنے آئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جامع اور موثر تقریر فرمائی۔

اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ۝

یعنی اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انتقال کر گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (پ ۴، ع ۶)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔ (کنز الایمان)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ آیت سن کر لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بے قراری جاتی رہی آیت کریمہ کے حقیقی مفہوم سے لوگ واقف ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قسم! یوں لگا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت سے پہلے لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۶۹)

حضرات! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی با اثر تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنی ذات پر کس قدر قابو تھا اور ان کو مصائب و تکالیف کا مقابلہ کرنے کی کتنی زبردست قوت حاصل تھی۔ اپنی جان سے زیادہ عزیز اور محبوب ذات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کا قدم نہ لڑکھڑایا بلکہ آپ ثابت قدم رہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اپنے آپ کو ہی نہ سنبھالا بلکہ تمام صحابہ کرام کو حوصلہ اور ہمت عطا کی اور جب بھی اسلام پر سخت وقت آیا تو آپ کی ذات اسلام کے لئے سہارا بنی۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ

عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

۴) توضیح: اے ایمان والو! یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ایمان کا معاملہ ہے۔ آج ہمارا مخالف وہابی، دیوبندی کہتا ہے اور لکھ کر چھاپتا بھی ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال آنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یعنی ٹوٹ جاتی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے: وہابیوں، دیوبندیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ نماز میں حضور اکرم کا خیال لانا، اپنے گدھے اور بیل کے خیال لانے سے بدتر ہے۔ یعنی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (صراط مستقیم ص:۸۶)

حضرات! کیسی کھلی عداوت اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اب بھی نہ پہچانو گے تو کب پہچانو گے۔ انکی نماز، ان کا روزہ، ان کی داڑھی، ان کی زکوٰۃ، ان کا حج نہ دیکھئے بلکہ، ان کا عقیدہ جو ان کی کتابوں میں ہے اسے دیکھئے اور بغور پڑھئے اور ان سے اپنے ایمان وعقیدہ کو بچایئے۔

حضرات! صحابۂ کرام کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے کہ

عین حالت نماز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سرکار مکی ومدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کی اور عین حالت نماز میں اپنے چہروں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف پھیر لیا اور دیدار کر رہے تھے اور کمال ایمان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلی چھوڑ دیا اور پیچھے آگئے اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدا بھاتی صورت تکنے لگے۔

وہ حسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

کیوں دید کے مشتاق نہ ہوں حضرت یوسف
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمہارا

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب چہرہ کرنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب و تعظیم میں امامت کا مصلی چھوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکنا۔ اتنا سب کچھ ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نماز میں نہ آئے کیا ممکن ہے؟ ہرگز ممکن نہیں۔ بلا شک وشبہ یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نماز میں آیا اور یقیناً آیا تو اب؟ حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نماز ہوئی یا نہیں۔

بدعقیدہ وہابی جواب دے۔ لیکن قیامت تو آسکتی ہے مگر بدعقیدے جواب نہیں دے سکتے

اس لئے وہابیوں کو توبہ کر کے محبوب خدا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مجرم کی حیثیت سے عرض کرنا چاہئے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم!

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

اور مرنے سے پہلے توبہ کرلینا چاہئے ورنہ موت کے بعد کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانگیں گے قیامت میں اگر مان گیا

خطبۂ خلافت: جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کرلیا اور سارے مسلمانوں نے آپ سے بیعت کرلی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر تمام صحابہ کے بیچ خطبہ دیا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے ہرگز امیر بننے کی خواہش نہیں تھی۔ میں تمہارا حاکم اور خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں برا کام کروں تو تم سب مجھے منع کرنا اور روکنا۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک اس کا حق اس کو نہ دلادوں اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمہ جو حق ہے حق والوں کو نہ دلادوں اور جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ترک کردیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت وخواری مسلط فرمادیتا ہے اور جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بلائیں اور عذاب نازل فرمادیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم میری اطاعت ترک کردینا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۵۲)

لشکر اُسامہ کی روانگی: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے اور منصب خلافت سنبھالا تو بڑے بڑے مشکل مسائل سامنے تھے۔ فوراً مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ سے جنگ کے لئے تیار ہوگئے۔ منکرین زکوٰۃ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے گردونواح میں جمع ہونے لگے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اگر یہ مشکلات پہاڑ پر ڈال دیئے جاتے تو مضبوط پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جاتے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن تدبیر اور صبر واستقلال سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا اور ان کا حل تلاش کیا۔ لشکر اسامہ جس کو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عہد مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر سترہ سال کی تھی اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لشکر کا امیر بنایا تھا ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہونچا اور مدینہ منورہ کے پاس ذی خشب ہی میں تھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا

وصال ہو گیا۔ وصال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خبر سن کر اطراف مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہوئے اور خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زور دیکر کہنے لگے کہ آپ لشکر اسامہ کو واپس بلالیں اس وقت لشکر اسامہ کو روانہ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ مدینہ منورہ کے قرب وجوار کے بہت سے عرب قبیلے کثیر تعداد میں مرتد ہو گئے ہیں اور لشکر اسامہ ملک شام بھیج دیا جائے؟

یہ وقت اسلام کے لئے نازک ترین تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال سے کفار ومرتدین کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی۔ منافقین کا خیال تھا کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔ کمزور ایمان والے دین سے پھر گئے تھے مسلمان بہت بڑے صدمہ سے نڈھال تھے۔ دل ٹوٹ رہے تھے بے سروسامانی کا عالم تھا جس کی مثال دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ کھانا، پینا برا معلوم ہوتا ہے زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ کو نظم سنبھالنا تھا۔ دین کو سنبھالنا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا، ارتداد کے سیلاب کو روکنا کتنا دشوار تھا، آسان نہ تھا۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس بلانا اور مرضی مبارک کے خلاف جرأت کرنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سراپا صدق کا رابطہ نیاز مندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام کا اصرار کہ لشکر اسامہ کو واپس بلالیا جائے اور خود حضرت اسامہ کالوٹ کر آنا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنا کہ عرب کے قبیلے آمادۂ جنگ اور درپے تخریب اسلام ہیں۔ اور کارآزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاور مردان جنگ سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اور مشکلات تھیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ہرگز مستقل نہ رہتا اور مصائب وافکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت مبہوت کر ڈالتی مگر اللہ اکبر! حضرت ابوبکر صدیق کے پائے ثبات کو ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں ایک شمہ فرق نہ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر پرندے میری بوٹیاں نوچ کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس بلانا گوارا نہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۲)

یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ایسی حالت میں آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ فرما دیا۔ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت اور لیاقت اور کمال دلیری وجواں مردی کے علاوہ توکل صادق اور محبت

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھی پتہ چلتا ہے اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلافت و جانشینی کی اعلیٰ قابلیت و اہلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تھی لشکر اسامہ روانہ ہوا اور جو قبیلے مرتد ہونے کے لئے تیار تھے اور یہ سمجھ گئے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اسلام کا شیرازہ بکھر جائے گا اور اسلام کی سطوت و شوکت باقی نہ رہے گی انہوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں اسلام کے لئے ایسا زبردست نظم فرمادیا ہے جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہو سکتا اور وہ ایسے غم واندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور اس کے سامنے اقوام عالم کو سرنگوں کرنے کے لئے ایک مشہور و زبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ یہ لشکر اسامہ کس شان سے واپس ہوتا ہے۔ فضل الٰہی اور اعانت خداوندی سے اسامہ کا لشکر ظفر پیکر فتحیاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت وشکست ہوئی۔ جب یہ فاتح لشکر واپس آیا اس وقت وہ تمام قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر صدق دل کے ساتھ قائم ہو گئے۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہو گئے۔ (سوانح کربلا ص......)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر نہ ہوئے ہوتے تو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت باقی نہ رہ جاتی۔ اسی طرح آپ نے قسم کے ساتھ تین بار فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا اے ابو ہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا امیر مقرر کر کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور وہ ابھی ذی خشب مقام پر تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس خبر کو سن کر اطراف مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو واپس بلالیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَوْ جَرَّتِ الْکِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَدَدْتُ جَیْشًا وَجَّھَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۝

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا ہے۔ اور نہ میں اس پرچم کو سرنگوں ہونے دوں گا جس کو میرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لہرایا ہے۔ یہ فرما کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا۔ لشکر کے سردار حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے اور مسلمانوں کے امیر و خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل ساتھ چل رہے تھے۔ امیر لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ سوار ہو جائیں یا میں سواری سے اتر جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا، میں اس وقت پیدل اس لئے چل رہا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیر پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کرلوں۔ کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں۔ (طبری، جلد۲، ص۳۶۲)

اثنائے راہ میں حضرت اسامہ سے کہا۔ اچھا ہوتا اگر تم عمر بن خطاب کو میرے پاس چھوڑ جاتے حضرت اسامہ نے اجازت دی۔

خلیفہ اول کا خطاب لشکر اسامہ سے: اے لشکر کے جوانو! ان باتوں کو یاد رکھنا۔ خیانت نہ کرنا۔ نفاق نہ برتنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا، نہ جلانا۔ پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ بے ضرورت گائے، بکری، اونٹ کو ذبح نہ کرنا۔ اس کے علاوہ بھی نصیحت فرمائی۔ (طبری، ج۱، ص۳۶۳)

اور اسامہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلے دہشت زدہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم کی حکومت کے حد میں داخل ہو گئے طرفین میں جنگ ہوئی (کافروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ و طفیل مسلمانوں کو فتح و ظفر سے سرفراز فرمایا) مسلمانوں کا لشکر فتحیاب ہو کر واپس ہوا تو اس طرح اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۱)

اے ایمان والو! حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق اور محبت دیکھنا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں دیکھو! کہ تمام صحابہ بضد ہیں، بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ لشکر اسامہ بلا لیا جائے۔ ابھی مشکل وقت ہے مدینہ منورہ میں ضرورت ہے لیکن غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا تو عاشق صادق اس لشکر کو واپس کیسے بلا سکتا ہے۔ آقائے کائنات کے بلند کئے ہوئے جھنڈے کو سرنگوں ہوتا ہوا کیسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ محبت رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طاقت وقوت تھی جس نے اسلام کا بول بالا کر دیا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے ﷺ

مانعین زکوۃ سے جہاد: ہمارے سردار، دو عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پردہ فرمانا تھا کہ کفر وارتداد نے خوب کھیل کھیلا۔ کچھ لوگ وہ تھے جو مکمل اسلام کے منکر ہو کر کافر ومرتد ہو گئے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو اسلام کے کچھ احکام پر عمل کرتے تھے اور کچھ احکام کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم زکوۃ نہیں دیں گے۔ جب کہ زکوۃ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس لئے زکوۃ کا منکر بھی مرتد ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوۃ کے منکرین سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان سے عرض کیا کہ اس مشکل وقت میں منکرین زکوۃ سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! جو شخص ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی، زکوۃ دیا کرتا تھا اور اب دینے سے انکار کرے گا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۱)

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو ساتھ لیا اور منکرین زکوۃ کی طرف کوچ کیا مگر منکرین زکوۃ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر آپ واپس تشریف لے آئے۔ انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ فتح ونصرت عطا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خاص کر، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے فیصلے کو صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور عرض کرنے لگے کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کیا وہ حق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت زکوۃ کے منکروں سے جنگ کر کے ان کو شکست دے کر ان کی کمر توڑ دی۔ اگر اس وقت ان کو چھوٹ دیدی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے منکر پیدا ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار ہو جاتے تو اسلام میں رہ کیا جاتا اس طرح اسلام فنا ہو جاتا اور مٹ جاتا۔ مگر لاکھوں کروڑوں

سلام و رحمت ہو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جن کی بے پناہ کوششوں اور اخلاص سے لبریز قربانیوں نے اسلام کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا۔

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

ایک جھوٹ بات: آج کل کچھ لوگ بہت زور لگا کر شدومد سے کہتے ہیں کہ مکہ، مدینہ، عرب میں کافر نہیں ہوں گے تو ان سے پوچھا جائے کہ زکوٰۃ کا انکار کرنے والے، اسلام سے پھر کر کافر و مرتد ہونے والے، جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا۔ جنگ کی۔ کیا وہ لوگ دیوبند یا بھوپال یا سہارنپور یا ہندوستان کے رہنے والے تھے بلکہ سارے منکرین زکوٰۃ اور کافر و مرتد ہونے والے مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ بہر حال عرب کے رہنے والے تھے تو یہ کہنا کہ عرب میں کافر نہیں ہوں گے۔ کتنی جھوٹ بات ہے۔ (الامان والحفیظ)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۶﴾

جُمادی الآخرہ

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

وصال اور کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ۱۰-ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کی اصل وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف ہے۔ بس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جدائی کے غم میں بیمار ہو گئے۔ اور اسی بیماری میں وصال فرمایا۔ (شواہدالنبوۃ ۲۶۳)

آپ کی وصیت: آپ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میرے پاس بیت المال کی ایک اونٹنی اور ایک پیالہ ہے ان دونوں چیزوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیت المال میں جمع کرادینا اور جو وظیفہ کا روپیہ میں بیت المال سے لیتا تھا۔ ایک زمین ہے میری اسے بیچ کر، بیت المال سے لیا ہوا روپیہ سب لوٹا دیا جائے۔ آپ کے حکم کے مطابق اونٹنی۔ پیالہ اور وظیفے کی رقم بیت المال میں جمع کردی گئی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے اور وہ بعد والے خلیفہ کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔ (شواہدالنبوۃ، ص ۲۶۲)

دیدار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں محوِ خواب تھا کہ میرے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدارِ پُر انوار سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے سلام فرمایا اور مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا نورانی ہاتھ میرے سینے پر رکھا جس سے میرا اضطراب دور ہو گیا۔

پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر صدیق! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں تم سے ملنے کا شوق بہت ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا تم میرے پاس آجاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں بہت رویا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سن کر گھر والے بھی رونے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ آپ جسے چاہیں خلیفہ مقرر فرمادیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے جو صادق وقوی اور زمین و آسمان میں نیک ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے سلام کیا۔ پھر حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام نے سلام کیا اور کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آسمانوں میں صدیق، زمینوں میں صدیق، انسانوں میں صدیق، فرشتوں میں صدیق ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ میرے رُخسار پر آنسو بہہ رہے تھے اور میرے گھر والے میرے سرہانے کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۲۶۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام کو بلا کر مشورہ فرمایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا:

وصال مبارک: محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مکمل زندگی اسلام کی خدمت اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بسر کی اور جب خلافت کی ذمہ داریاں آپ کو سپرد کی گئیں تو ان کو بھی اس طرح نبھایا کہ آنے والی نسلوں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوئیں۔

واقدی اور حاکم میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ، دوشنبہ مبارکہ کے دن غسل فرمایا اس دن سردی بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے آپ کو بخار آ گیا اور پندرہ دن تک آپ بیمار رہے۔

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کا وقت جب قریب آیا، تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا۔ اے علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میرا وصال ہو جائے یعنی میری روح میرے جسم سے نکل جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا، جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ پھر خوشبو لگانا اور مجھے روضۂ اقدس کے

سامنے لے جانا یعنی میرا جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حجرے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کا ابوبکر یار غار، رفیق مزار بھی بننا چاہتا ہے یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کا صدیق آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر حجرۂ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا اور اگر دروازہ نہ کھلے تو مسلمانوں کے قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کر دینا۔ (واقدی، حاکم)

ایک عقیدے کی بات: اے ایمان والو! محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتنا پیارا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ جانتے اور مانتے تھے اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور اگر زندہ نہ مانتے تو وصیت سن کر کہہ دیتے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا تو وصال ہو گیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو پردہ فرما چکے۔ میں کس سے جا کر آپ کی عرض پیش کروں۔ گویا صدیق و علی اور تمام صحابہ کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ بعد وصال بھی ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور امتی کی فریاد سنتے ہیں۔ خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

اور فرماتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

درود شریف:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا! میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا تھی کہ کفن میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اتباع ہو اور دفن بھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی سے کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ تین کپڑوں میں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے [illegible] کپڑے پرانے اور بوسیدہ تھے اور ایک کپڑا نیا میرے لئے خرید لو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ ابا جان! آپ خلیفہ رسول اور نائب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ کو اچھا کفن ملنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ! مرنے والے آدمی کی بہ نسبت زندہ آدمی کپڑے کا زیادہ مستحق ہے۔ دو سال تین ماہ کے قریب خلافت کی نازک ترین ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۸)

بیاں ہوں کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہیں یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادم صدیق اکبر ہوں
تیری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

حضرات! وصال کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ (۶۳) سال تھی، شب سہ شنبہ (منگل کی رات) ۲۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۲۸)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل اور کفن دیا گیا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ محبوب مصطفےٰ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک وصال کے وقت تریسٹھ سال تھی۔ جس چارپائی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسد نور اٹھایا گیا۔ اسی چارپائی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھایا گیا۔ (تاریخ طبری)

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ
ایسے صدیق نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کا ہر ہر عمل ادائے مصطفےٰ
ایسے یار نبوت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (وصیت کے مطابق) میں آگے بڑھا۔

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یَسْتَاْذِنُ فَرَاَیْتُ الْبَابَ قَدْ فُتِحَ فَسَمِعْتُ قَائِلًا یَقُوْلُ اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ (خصائص الکبریٰ، ج۲، ص ۲۸۱)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ابو بکر آپ سے یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا (روضۂ اقدس) کا دروازہ کھل گیا اور آواز آئی۔ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کردو بے شک حبیب، حبیب کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ روضۂ اقدس سے جو آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کردو۔ محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔ اس آواز کو تمام حاضرین حتیٰ کہ مسجد میں موجود تمام لوگوں نے سنی۔ (شواہد النبوۃ، ص ۲۶۳)

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ
ایسے یار نبوت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

ایمان افروز نکتہ: آج ہمارا مخالف کہتا ہے اور بکتا پھرتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور پکارنے والے کی صدا سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا نہیں تھا بلکہ بریلویوں نے یہ عقیدہ گڑھ لیا ہے۔ اور اس کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے۔

اے ایمان والو! مخالف سے سوال کرو کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا بریلوی تھے اس لئے کہ ان بزرگوں کا عقیدہ تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ ماننا اور دور و نزدیک سے سننے والا ماننا، یہ عقیدہ اگر بریلویت ہے تو ان مخالفوں سے کہو کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی شیر خدا اور جملہ صحابہ پر بریلویت کا فتویٰ لگادو کہ یہ سب بریلوی تھے۔ اگر تم لوگ دیوبند سے نجد تک۔ وہابیت سے ابلیسیت تک یہ سمجھتے اور مانتے ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عشق و محبت میں میلاد شریف منانا، انگوٹھے چومنا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا، رسول اعظم و نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ ماننا مالک و مختار ماننا، دور و نزدیک سے سننے والا ماننا، اس کے علاوہ بے شمار کمالات و معجزات کا جامع ماننا، اگر یہ سب بریلویت ہے تو ہم سنیوں کو ایسی بریلویت پر ناز و فخر ہے۔

اے ایمان والو! غور سے سنو کہ بریلویت کوئی نیا دین یا اور نیا مذہب و مسلک نہیں ہے، ہرگز نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام کی عادت و سنت اور بزرگان دین کے کردار و عمل کو اس زمانے میں بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ خوب فرمایا اولاد علی سید آل مصطفیٰ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

درود شریف:

حضرت علی رو پڑے: حضرت اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور ان کے اوپر چادر ڈالی گئی تو لوگوں کی آہ و بکا سے پورا مدینہ لرز اٹھا، لوگ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن کی طرح پریشان تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے آج خلافت نبوی منقطع ہوگئی۔ پھر آپ اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جس کے اندر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد پاک رکھا گیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اے ابوبکر! آپ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور ایمان میں سب سے زیادہ اخلاص والے، اور اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس رہنے والے۔ اور سب سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں شرف و منزلت والے۔ اور سب سے زیادہ مکرم و معتمد تھے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب میں صدیق کے نام سے یاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ وہ ذات جو حق لے کر آئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور وہ جس نے تصدیق کی یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے غمخواری کی جبکہ لوگوں نے بخل کیا، آپ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے، جب لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا، آپ پر سکینہ نازل ہوئی۔ آپ ہجرت اور ہر مشکل مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رفیق اور ساتھی تھے۔ آپ امت کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہترین خلیفہ ثابت ہوئے ورنہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

وصال کے بعد آپ کی موت سے بڑا صدمہ مسلمانوں پر نازل نہیں ہوا۔ آپ کی ذات دین کے لئے عزت اور جائے پناہ، مسلمانوں کے لئے قلعہ، اور دار الامن، اور آپ منافقوں کے لئے سراپا شدت اور غیظ و غضب تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملادے اور ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ فرمائے اور حق پر ثابت قدم رکھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جب تک حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلام فرماتے رہے لوگ خاموشی سے سنتے رہے اور پھر اس قدر روئے جیسا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن روئے تھے اور سب حاضرین بول اٹھے۔ اے اللہ تعالیٰ! کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے داماد (حضرت علی رضی اللہ عنہ بے شک آپ نے سچ فرمایا۔ (ترمذی شریف، جلد ۳)

کرامات صدیق اکبر: نائب مصطفےٰ خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سراپا کرامت ہے بلکہ آپ سے جو خوش نصیب سچی محبت کرے وہ بھی کرامت والا ہو جائے۔

پہلی کرامت: مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مرض وصال میں نصیحت فرمائی۔ اے عائشہ میری بیٹی۔ میرے پاس جو بھی دولت ہے وہ دولت وارثوں کی ہو چکی ہے۔ میرے وارثوں میں تمہارے دو بھائی عبد الرحمٰن اور محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کی روشنی میں تقسیم کر کے اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسماء ہیں یہ دوسری بہن کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہیں ان کے پیٹ میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ نے جیسا فرمایا اسی کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے شکم سے لڑکی پیدا ہوئی (جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا) (موطا امام محمد، ص ۳۳۸)

اس حدیث پاک میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامت کا ظہور رہوا۔

پہلی کرامت: لڑکی کی پیدائش بعد میں ہوگی اور میرا وصال پہلے ہو جائے گا۔

دوسری کرامت: میری بیوی حبیبہ حاملہ ہے اور اس کے شکم میں لڑکی ہی ہے۔ اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہیں ان کے شکم میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہیں۔

اے ایمان والو! آج ہمارا مخالف، وہابی کہتا ہے کہ نبی کو علم غیب نہیں ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ (براہین قاطعہ،ص:۵۱)

مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی موت سے باخبر ہو جانا اور عورت کے شکم میں لڑکی ہی ہے اس بات کا علم ہونا یہ بھی علم غیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب عطا فرمایا۔ جب خلیفہ اور نائب کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دوسری کرامت: حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا اور خود پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلے گئے اور آپ نے کھانا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تناول فرمایا۔ کافی رات گزر گئی پھر آپ مکان پر تشریف لائے تو آپ کی بیوی نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک رکھا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے مہمانوں کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا۔ تو بیوی نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت دست فرمایا اور کہا اس نے مجھے خبر کیوں نہیں کیا۔ پھر کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ راوی کا کہنا ہے۔ اَیْمُ اللّٰہِ مَا کُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَۃِ اِلَّا رَبَامِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرَ مِنْھَا یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ہم سب کے پیٹ بھر گئے، شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ کھانا بچ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب سے اپنی بیوی کو فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں پہلے سے زیادہ کھانا نظر آ رہا ہے۔ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بیشک یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اللہ کے

حبیب، ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کیا گیا۔ صبح تک کھانا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں رہا۔ صبح ایک، ایک لشکر جس میں کافی لوگ تھے حاضر ہوئے، پوری فوج نے اس کھانے کو کھایا اور خوب شکم سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی وہ کھانا کم نہیں ہوا۔ (بخاری شریف، ج۱، ص ۵۰۶)

اے ایمان والو! کھانے میں اتنی زیادہ برکت کا ہونا، کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت تھی۔

صدیقی خصوصیت: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات کے جامع ہیں۔ چند خصوصیات کا ہم ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱) آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

۲) آپ نے سب سے پہلے قرآن کو جمع کیا۔

۳) آپ سب سے پہلے کفار و مشرکین سے لڑے۔

۴) آپ سب سے پہلے خلیفہ ہوئے۔

۵) آپ سب سے پہلے امت کے امام بنے۔

۶) سب سے پہلے آپ کا نام صدیق ہوا اس سے پہلے کسی کا نام صدیق نہیں ہوا۔

۷) سب سے پہلے آپ نے اسلام میں مسجد بنائی۔

۸) سب سے پہلے امت میں آپ جنت میں جائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۳۷)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب: محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اس جگہ کبھی نہیں بیٹھے جس جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے اور پھر حضرت عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۷)

اے ایمان والو! ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں اور خوب مضبوط کر لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کتنا ضروری ہے۔ بظاہر سامنے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں ہیں۔ بلکہ منبر کی وہ جگہ ہے جہاں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھا کرتے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب کیا جہاں

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھتے تھے تو جب نسبت کا یہ ادب ہے تو اگر خود آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے ہوں تو ادب کا عالم کیا ہوگا۔ باادب بانصیب ۔ بے ادب کم نصیب

حضرات! آج ہمارا مخالف دیوبندی وہابی کہتا ہے کہ سنی مسلمان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ماننے والے بدعت کرتے ہیں، شرک کرتے ہیں۔ بات کیا ہے، جس کی وجہ سے ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بدعتی اور مشرک کہا جاتا ہے تو اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ ہم سنی مسلمان اپنے آقا کریم کے نام پاک کا ادب وتعظیم کرتے ہیں اور جب نام پاک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سنتے ہیں تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگالیا کرتے ہیں، کبھی موئے مبارک کا ادب، کبھی پیرہن مبارک کا ادب، کبھی آپ کی آل کا ادب، کبھی محفل میلاد کا ادب، کبھی آپ کی امت کے علماء کا ادب، کبھی پیر ومرشد کا ادب، کبھی استاذ وماں، باپ کا ادب، کبھی بزرگوں کے مزارات کا ادب اور کبھی قسمت کا ستارہ چمکا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا مدینہ منورہ کی حاضری ہوئی تو روضۂ مبارکہ کا ادب۔ بہر حال جہاں جہاں ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت دیکھی ادب کیا، احترام کیا، حقیقت میں یہ درس اور سبق خلیفۂ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا ہے۔ اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کی سنت وعادت ہے۔

آقا کریم سرکار مدینہ رحمت وبرکت کے گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں جن کی بھی اقتداء کرلوگے ہدایت پاجاؤ گے۔ (مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۵۵۴)

الحمدللہ! ثم الحمدللہ!! ہم سنی مسلمان، غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے غلام بدعتی نہیں ہیں بلکہ نسبت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کر کے صحابہ کرام کی سنت پر عمل کر کے سُنّی یعنی سُنّی ہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

مگر سنیو! پھر ہمارا مخالف مکر وفریب کا ایک جال ڈالے گا اور آپ کو گمراہ کرنا چاہے گا کہ یہ تو نبی کے ادب کا معاملہ ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب تو ہم بھی کرتے ہیں (حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے) مخالف کا دعویٰ

ہے کہ کوئی حدیث ہو تو دکھاؤ اور بتاؤ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کسی ولی یا نیک کا ادب کیا ہے۔ تو غور سے سنئے اور یاد رکھئے اور مخالف کو جواب دیجئے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب واحترام کیا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب واحترام کیا جہاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے نیک اور صحابی ہیں۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ نیکوں کا ادب کرنا بھی سنت صحابہ ہے۔

درود شریف:

ہم دعا کرتے ہیں اور آپ حضرات بھی اس فقیر قادری گدائے خواجہ انوار احمد قادری رضوی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صدیق و عمر، عثمان و حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسا ایمان عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۶ ﴾

جُمادی الآخرہ

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان
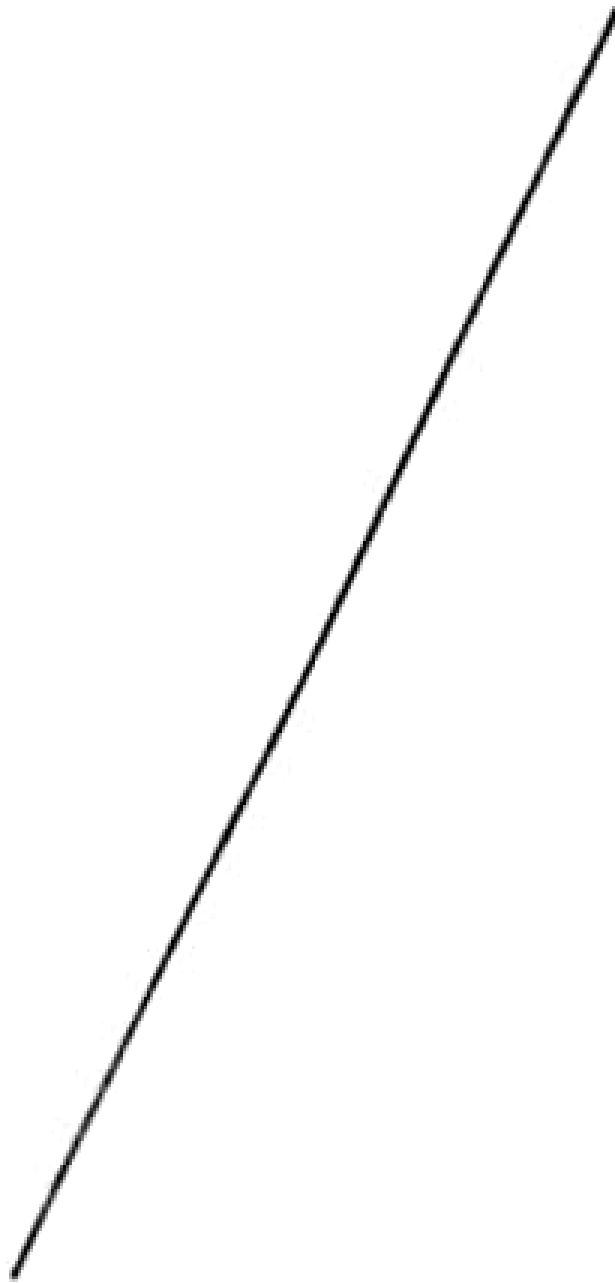
غیبت کی مذمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ ط (پ۲۶، ع۱۴)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! غیبت کرنا کس قدر بڑا گناہ ہے اور غیبت کرنے والا کتنے عظیم عذاب میں مبتلا ہوگا ملاحظہ کیجئے۔

مسلمان پر مسلمان کی عزت واجب ہے: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ ۝

(صحیح مسلم، ج۲، ص۳۱۶، مکاشفۃ القلوب، ص۱۳۲)

یعنی ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ مسلمان کے جان و مال اور اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے

حدیث شریف: اللہ کے محبوب ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ۔ بے شک غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے کیوں کہ ایک آدمی زنا کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے۔

وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَایُغْفَرُلَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَلَہٗ صَاحِبُہٗ ٥

(الدر المنثور، ج ۶، ص ۹۷، مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۱۵، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۱۴)

اور غیبت کرنے والے کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ہزار بار اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

حضرات! زنا کتنا بُرا فعل اور کس قدر عظیم گناہ ہے مگر اس سے بُرا اور بڑا جرم غیبت کا ہے۔ اے غیبت کرنے والا تو کتنا بُرا اور کس قدر بڑا گنہگار ہے ذرا غور تو کر۔

حدیث میں غیبت اور تہمت کی تعریف: محبوب خدا، محمد مصطفیٰ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ ۔ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ تو عرض کیا گیا کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَھُہٗ ٥ یعنی تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ پھر پوچھا گیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس شخص میں ہو تو۔ تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر تہمت لگائی۔ (صحیح مسلم، ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۵، مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۸۴)

غیبت کرنے والا اپنے ناخن سے قیامت کے دن اپنا چہرہ چھیلے گا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے ایسی قوم کو دیکھا جو اپنے چہروں کو اپنے ناخنوں سے چھیل رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کے پیچھے پڑتے تھے۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۱۳، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۱۴)

حضرات! غیبت کرنے والا بروز قیامت کس قدر مصیبت میں مبتلا کیا جائے گا کہ اپنے ہی ہاتھوں کے ناخنوں سے اپنے چہرے کو نوچ نوچ کر کاٹ رہا ہوگا۔ اس لئے آج ہی غیبت سے توبہ کرلو تا کہ قیامت کی مصیبتوں سے نجات مل سکے۔

نیکی کی کسی بات کو حقیر نہیں جاننا چاہئے: حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی اچھی بات بتائیں جس سے میں نفع حاصل کروں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: نیکی میں سے کسی بات کو بھی حقیر (یعنی کم) نہ جاننا اگرچہ اپنے ڈول میں سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈالو اور اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ وَاِنْ مَّرُّوْا فَلَا تَغْتَابَنْهُ یعنی اور وہ چلا جائے تو ہرگز اس کی غیبت نہ کرو۔ (مسند احمد، ج۵، ص ۶۳، احیاء العلوم، ج۳، ص ۳۶۴)

غیبت کرنے والا اپنے گھر میں بھی ذلیل رہتا ہے

حدیث شریف: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی پردہ دری نہ کرو (یعنی ان کے عیبوں کو نہ کھولو) اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ اٹھائے گا۔ (یعنی اس کے چھپے کو ظاہر کرے گا)

تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ اٹھادے گا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے سارے چھپے ہوئے عیبوں کو ظاہر فرمادے گا) اور اللہ تعالیٰ جس کا پردہ اٹھادے۔

یَفْضَحْهُ فِیْ جَوْفِ بَیْتِهٖ۔ تو اسے گھر کے اندر بھی رسوا کرتا ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج۲، ص ۳۱۳)

حضرات! جو شخص دوسروں کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کے گھر کے اندر بھی اس کا عیب کھول دیتا ہے اور وہ شخص اپنے گھر والوں میں بھی ذلیل و رسوا ہو کر رہتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا: نائب مصطفیٰ، حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں منقول ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرتے ہوئے فوت ہو جائے تو وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل کیا جائے گا۔ اور جو شخص غیبت کے گناہ کی حالت میں فوت ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص ۳۶۵)

حضرات! جتنا جلدی ہو سکے غیبت سے توبہ کرلو ورنہ سب سے پہلے غیبت کرنے والا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا

غیبت کرنے والے نے خون کی اُلٹی کی

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی بھی افطار نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے (اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے) روزہ رکھا یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو لوگ آنا شروع ہو گئے ایک کہتا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والہ وسلم میں روزہ دار ہوں۔ اجازت فرمائیں کہ میں افطار کروں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ اس طرح پھر دوسرا شخص آیا پھر تیسرا اور لوگ آتے رہے (اور اجازت لے کر افطار کرتے رہے) حتیٰ کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دو عورتیں روزہ دار ہیں اور وہ آپ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کے پاس آتے ہوئے جھجک محسوس کرتی ہیں انہیں افطار کی اجازت عطا فرمادیجئے تو آقا کریم، نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (ان کی جانب سے) چہرۂ انور پھیر لیا۔ اس شخص نے پھر عرض کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی پھر عرض کیا تو آقائے دو عالم۔ مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں (عورتوں) نے روزہ نہیں رکھا اور وہ آدمی روزہ دار کیسے ہو سکتا ہے؟ جس کا دن یوں گزرتا ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔
جاؤ! اور ان دونوں عورتوں سے کہو کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا ہے تو وہ قے کریں۔ اس شخص نے واپس آکر بتایا تو دونوں عورتوں نے جمے ہوئے خون کی قے کی۔ وہ شخص آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لوٹ کر آیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ (خون) ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو ان دونوں عورتوں کو آگ (یعنی دوزخ کی آگ جلا دیتی۔ (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۵۰۷، احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۶۵)

ایک روایت میں ہے۔ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا تو اس نے آکر عرض کیا۔
یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دونوں عورتیں مرگئی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان دونوں عورتوں کو میرے پاس لاؤ، جب وہ دونوں آئیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اور ان میں سے ایک سے فرمایا قے کرو تو اس عورت نے پیپ اور خون کا قے کیا حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا اور دوسری عورت سے فرمایا تم بھی قے کرو تو اس نے بھی اسی طرح قے کیا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان دونوں عورتوں نے اس چیز سے روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے

جو کچھ حرام کیا ہے اس کے ذریعہ روزہ توڑ دیا یہ دونوں بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں (یعنی غیبت کرنے لگیں)

(الدر المنثور، ج ۶، ص ۹۵، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۶)

حضرات! غیبت کیسا خراب اور بدترین گناہ ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے پیٹ میں بدبودار خون اور پیپ جمع کرتا ہے اللہ تعالیٰ غیبت کے فریب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

غیبت کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی ہے

غیب داں رسول، مصطفےٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیکھا دو شخص جب نماز ظہر یا عصر سے فارغ ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم دونوں وضو کرو اور نماز دہرالو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزے کی قضا کرنا تو ان دونوں روزہ داروں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایسا حکم کس لئے دیا گیا؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۳۰۳)

حضرات! غیبت عظیم ترین گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے نماز و روزہ و اور اعمال خیر کی مقبولیت و نورانیت جاتی رہتی ہے اور نماز و روزہ میں کراہت آتی ہے لیکن نماز و روزہ نہ گیا۔ ملخصا (بہار شریعت، ج ۱، در مختار، ج ۳)

سود سے بھی بڑا گناہ مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے

عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت کے بیان کے درمیان سود کا گناہ اور مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا کے گناہ کو بھی بیان فرماتے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تک سود کا جو ایک درہم پہونچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑا سود (یعنی سود سے بھی بڑا گناہ) مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے۔

(الکامل لابن عدی، ج ۳، ص ۱۵۱۸، احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۱۶)

حضرات! اس حدیث شریف سے بھی کوئی غیبت کے عذاب و گناہ کو نہ سمجھے تو اس سے بڑا نادان کون؟ کہ سود کا ایک روپیہ کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے اور اس سے بھی بڑا گناہ غیبت کرنا ہے۔ (الامان والحفیظ)

غیبت مومن کے دین میں بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! مومن آدمی کے دین میں غیبت اتنی جلدی سرایت کرتی ہے جتنی جلدی آکلہ! بیماری اس کے جسم کو خراب نہیں کرتی۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۱۴۷)

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! غیبت! (کھانے کا) لقمہ کے پیٹ میں پہنچنے سے بھی جلد تر، مومن کے دین میں رخنہ (فساد) ڈال دیتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۳۶)

حضرات! آکلہ! ایک بیماری ہے جو جسم کو بہت جلد خراب کر دیتی ہے مگر غیبت وہ خطرناک گناہ ہے جو مومن کے دین کو اس سے بھی جلدی تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

مگر! مسلمان کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں۔ دن رات ایک دوسرے کی غیبت میں مشغول ہے اور اپنے دین کو برباد کرتا نظر آتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

غیبت کھجوری میٹھی اور شراب سے زیادہ تیز ہے

حضرت ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں منقول ہے کہ غیبت میں کھجوری مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے۔ (الزواجر، ج ۲، ص ۱۹)

حضرات! شراب کی عادت چھوڑ دینا آسان نہیں ہے اور غیبت تو اس سے بھی زیادہ تیزی اور سرور رکھتی ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے۔

اپنے عیب کو دیکھو، کامیاب ہو جاؤ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم کسی دوسرے کے عیب کا ذکر کرنا چاہو تو (پہلے) اپنے عیب کو یاد کرو۔

اور! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا، شہتیر اُسے نظر نہیں آتا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۱۰۲)

اور! حضرت علی بن حسین، امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دوسرے کی غیبت کرتے

ہوئے سنا تو فرمایا غیبت سے بچو! یہ لوگوں میں سے جو کتے ہیں ان کا سالن ہے (ان کی خوراک ہے)

اور! مراد مصطفیٰ، امیر المومنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم پر اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم ہے بے شک اس میں شفاء ہے اور لوگوں کے ذکر (یعنی غیبت) سے بچو، یہ بیماری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی عبادت کی اچھی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۱۸)

سچ بات کو پیٹھ پیچھے کہنا غیبت ہے

حدیث شریف: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ وہ بہت عاجز ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم نے وہی بات کہی ہے جو اس میں پائی جاتی ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسی بات کہتے جو اس میں نہیں ہے تو تم اس پر بہتان باندھتے۔ (مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۹۴)

اے ایمان والو! آج کل غیبت کی برائی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ غیبت کرنے والا غیبت بھی کرتا جاتا ہے اور یہ بھی کہتا نظر آتا ہے کہ میری نیت غیبت اور برائی کی نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ غیبت کیا ہے۔

صرف اتنا کہا کہ قد چھوٹا ہے تو بھی غیبت ہے

حدیث شریف: ہم مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک عورت آئی، جب وہ واپس جانے لگی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس کا قد چھوٹا ہے تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۶، ص:۲۰۶، والدر المنثور، ج:۶، ص:۹۴)

صرف اتنا کہا کہ دامن لمبا ہے تو بھی غیبت ہے

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں ایک عورت کے بارے میں کہا کہ اس عورت کا دامن لمبا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: پھینکو پھینکو۔ تو میں نے گوشت کے ٹکڑے کی قے کی۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۵۰۳، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۰)

حضرات! غیبت کو سمجھئے اور اس کے عظیم وبال سے بچنے کی فکر کیجئے اور یاد رکھئے صرف اتنا کہہ دینا کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے یا اس کے کپڑے کا دامن لمبا ہے یہ بھی غیبت ہے۔ مگر ہم تو صرف قد کو ہی نہیں بلکہ پورے جسم کو ہی برا کہتے نظر آتے ہیں اور صرف کپڑے کے دامن کو ہی نہیں بلکہ مسلمان کے پورے لباس کو نوچ نوچ کر پھاڑتے نظر آتے ہیں۔ اب اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمارا حال کیا ہوگا؟۔ (الامان والحفیظ)

بزرگوں کی نظر میں غیبت سے بچنا عبادت ہے

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ اسلاف (بزرگوں) کو دیکھا کہ وہ عبادت (صرف) نماز و روزہ ہی کو نہیں سمجھتے تھے بلکہ لوگوں کی برائی اور غیبت سے بچنے کو عبادت سمجھتے تھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۱۷)

نماز و روزہ ادا کیا مگر غیبت کی تو جہنم میں جائے گا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے کسی عورت کا ذکر کیا گیا کہ وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھتی ہے اور (خوب) روزے رکھتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو اذیت پہنچاتی ہے (یعنی ان کی غیبت کرتی ہے)

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ (عورت) جہنم میں جائے گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۴۴۰)

حضرات! یہ ارشاد پاک، محبوب رحمٰن، مختار دو جہاں، مالک انس و جاں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ آسمان بدل سکتا ہے، زمین بدل سکتی ہے، چاند و سورج کا نکلنا ڈوبنا بند ہوسکتا ہے، عالم کا نظام بدل سکتا ہے۔ لیکن محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک نہ بدلا ہے نہ بدل سکتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ نماز پڑھنے والا، روزہ رکھنے والا اگر غیبت خور ہے تو اس کی نماز و روزہ نامقبول اور وہ شخص جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

حضرات! تو اب! جہنم سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ غیبت سے توبہ کر لی جائے اور جس کی غیبت کی ہے اس سے بھی معافی مانگ لی جائے تو اللہ تعالیٰ معافی دے کر جہنم کے عذاب سے محفوظ و مامون فرما دے گا۔

ایک بار کی غیبت سو مرتبہ زنا سے بدتر ہے

مشہور بزرگ حضرت ابو اللیث بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک بار کی غیبت کو سو مرتبہ کے زنا سے بدترین سمجھتا ہوں۔

اور! حضرت ابو حفص الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو، رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔

اور! جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے دن اس کے چہرہ پر لکھا ہوگا، یہ (شخص) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۶)

غیبت سے نماز و روزہ مقبول نہیں ہوتے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ (اللہ کے ولی) حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی نمازی نے غیبت کی تو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر کسی روزہ دار نے غیبت کی تو دوسرے دن پھر سے روزہ رکھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۶۷)

حضرات! بزرگوں کے اقوال و بیان سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ غیبت کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے سو مرتبہ زنا کیا اور عالم دین کی غیبت تو اور بھی بڑی مصیبت ہے کہ اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے اور نماز کا نور اور روزے کی برکت غیبت سے زائل ہو جاتی ہے، گویا غیبت کرنے والے کی نماز اور روزہ نامقبول ہو کر رہ جاتے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

غیبت سننا بھی غیبت ہے: نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ غیبت سننے پر خوش ہونا اور اس کی طرف کان لگانا بھی غیبت ہے اور وہ اس لئے کہ جب (غیبت کرنے والا) خوشی اور تعجب کا اظہار کرتا ہے تو غیبت کرنے والا خوش ہوتا ہے اور غیبت کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے گویا وہ اس طریقے سے اس

سے غیبت کرواتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے (یعنی غیبت سننے والا) تعجب ہے ہم تو اس شخص کو ایسا نہیں جانتے تھے، میں تو اسے اب تک اچھا آدمی سمجھتا رہا ہوں، میں تو اسے کچھ اور ہی سمجھتا رہا، اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائش سے بچائے۔ یہ سب کچھ غیبت کرنے والے کی تصدیق ہے اور غیبت کی تصدیق بھی غیبت ہوتی ہے بلکہ غیبت کے وقت خاموش رہنے والا بھی غیبت میں شریک ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۲۳)

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْتَمِعُ اَحَدُ الْمُغْتَابِیْنَ ۔ یعنی غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہوتا ہے۔

(تاریخ بغداد، ج:۸، ص:۲۲۶، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۲۳)

حدیث شریف: دو شخص تھے اس میں سے ایک نے دوسرے سے فرمایا کہ فلاں شخص بہت سوتا ہے۔ پھر انہوں نے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سالن مانگا، تاکہ روٹی کھائیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم سالن کھا چکے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں تو اس کا علم نہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کیوں نہیں، تم دونوں نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ (الدر المنثور، ج:۶، ص:۹۵)

حضرات! غور کیجئے کہ اتنا بھی کہنا کہ فلاں شخص زیادہ سوتا ہے یہ بھی غیبت ہے اور ایک صاحب نے کہا تھا اور دوسرے صاحب نے سنا تھا مگر! آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں نے غیبت کی۔ یعنی کہنے والا اور سننے والا دونوں غیبت میں شریک ہیں۔ الامان والحفیظ

زبان سے روکے اور دل سے خوش ہوتا ہے تو منافق ہے

نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زبان سے (غیبت کرنے والے سے) کہے کہ خاموش ہو جاؤ۔ لیکن دل سے سننا چاہتا ہے تو یہ منافقت ہے اور جب تک دل سے برا نہ جانے گا گناہ سے باہر نہیں ہوگا اور صرف ہاتھ کے اشارہ سے خاموش کرانا کافی نہ ہوگا۔ یا یہ کہ اپنے ابروؤں اور پیشانی سے اشارہ کرے کیونکہ یہ سستی اور اس بات کو معمولی سمجھنے کی علامت ہے بلکہ اسے سختی کے ساتھ اور واضح الفاظ سے روکنا چاہئے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۲۳)

مسلمان کی عزت کی حفاظت کرنے والا قیامت کے دن رسوا نہ ہوگا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کسی مومن کو ذلیل کیا جا رہا ہو اور وہ شخص طاقت کے باوجود اس مومن کی مدد نہ کرے اَذَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس شخص کو رسوا کرے گا۔

(مسند امام احمد، ج:۳، ص:۴۸۷، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۲۲۳)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ اگر کسی مسلمان بھائی کی کوئی شخص غیبت و برائی کر رہا ہے اور اگر طاقت ہے تو سننے والے پر لازم ہے کہ غیبت کرنے والے کو روکے چاہے زبان سے، یا طاقت سے بہر حال روکے۔ اور جس بھائی کی غیبت و برائی کی جا رہی تھی اس کی عزت کی حفاظت کرے۔ تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی عزت کی محافظت فرمائے گا۔ اور اس کو رسوا ہونے سے بچا لے گا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث شریف: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ۔

اَنْ يَّرُدَّ عَنْ عِرْضِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وہ قیامت کے دن اس کی عزت کی حفاظت فرمائے۔ (مسند امام احمد، ج:۶، ص:۴۴۹)

حدیث شریف: آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے اس کی عزت کی حفاظت کرے۔

كَانَ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اس شخص کو دوزخ سے آزاد کر دے۔

(مسند امام احمد، ج:۶، ص:۴۶۱)

حضرات! ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان بھائی کی عزت بچانے والا قیامت کے دن عزت پائے گا اور جو شخص طاقت ہونے کے باوجود اپنے بھائی کی عزت نہیں بچائے گا تو وہ شخص بروز قیامت بہت رسوا اور ذلیل ہوگا۔ لیکن آج کل عزت بچانا تو کجا! ایک بھائی، اپنے بھائی کو ذلیل کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور دوزخ کا حقدار بنتا نظر آتا ہے۔ الامان والحفیظ

غیبت خور، دوست سے تنہائی بہتر ہے

حضرات! غیبت کرنے والے دوست سے تنہائی بہتر ہے کہ تنہائی میں گناہ سے تو محفوظ رہے گا۔ ملاحظہ فرمائیے:

حدیث شریف: حضرت عمران بن حطان کہتے ہیں کہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہیں کمبل اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا ابوذر! یہ تنہائی کیسی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی بہتر ہے برے ساتھی سے اور اچھا ساتھی، تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔ (شعب الایمان، ج ۴، ص ۲۵۶)

حدیث شریف: محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اچھا ساتھی وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ تعالیٰ یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔ (شعب الایمان، ج ۷، ص ۵۷)

اے ایمان والو! غیبت کرنے والے اور اس کی، اُس کی برائی اور نکتہ چینی کرنے والے کو دوست ہرگز نہ بناؤ ورنہ دین میں فساد پیدا ہوگا اور آخرت تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

ہاں! دوست (ساتھی) ایسا ہو جو تمہارے ایمان کی فکر کرتا ہو اور تم کو اچھے عمل کی دعوت دیتا ہو اور جس کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور رہنے سے خدا یاد آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی نیک دوست اور اچھا ساتھی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ولی نے غیبت سنی تو مجلس سے چلے گئے

مشہور بزرگ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دعوت میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپس میں کہا کہ فلاں شخص ابھی تک نہیں آیا تو ایک شخص بولا کہ وہ موٹا تو بڑا سست ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے فرمانے لگے: افسوس! میرے پیٹ کی وجہ سے مجھ پر یہ آفت آئی ہے کہ میں ایک ایسی مجلس میں پہنچ گیا جہاں ایک مسلمان کی غیبت ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور تین دن تک کھانا نہ کھایا (اور صدمے سے بے حال رہے)۔ (منہاج العابدین)

حضرات! نیک لوگوں کی ہر بات نیک ہوتی ہے۔ یہ نیک تھے تو غیبت کی بات سن کر مجلس سے چلے گئے اور تین دن تک صدمے میں رہے کہ ایسی مجلس میں کیوں گیا اور کھانا تک نہ کھایا۔

اور! ایک ہم ہیں کہ غیبت ہی کی مجلس کو تلاش کر کے جاتے ہیں اور خوب غیبت کرتے ہیں اور غیبت کو سنتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیبت کے گناہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ کے ولی حضرت شیخ بدرالدین احمد رضوی نے اپنے خادم کو غیبت سے توبہ کرائی

حضرات! مشہور عالم باعمل، اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شیخ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی زندگی کی کوئی نماز قضا نہیں اور مصلے پر ہی وصال فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ، ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند، خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ غریب نوازی میں حاضر تھا۔ حضرت کے خادم نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رمضان شریف میں اجمیر شریف حاضر ہوا تھا اور فلاں سید صاحب قبلہ کے گھر قیام کیا تھا، مگر سید صاحب نے فرمایا کہ آپ افطار شاہجہانی مسجد میں کر کے آجائیے گا، جو مجھے اچھا نہیں لگا۔ تو اللہ کے ولی شیخ بدرالدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس بارگاہ میں بھی آپ گناہ سے باز نہیں آتے۔ آپ نے ہمارے سید صاحب کی غیبت کی، جلدی اٹھئے اور جا کر وضو کر کے بارگاہ میں معافی طلب کیجئے کہ حضور آپ کی بارگاہ میں مجھ سے غیبت کا گناہ ہو گیا ہے، معاف فرما دیجئے اور آئندہ ہم سے غیبت کا گناہ نہ ہو ہم پر کرم فرما دیجئے۔ انوار احمد قادری

حضرات! یہ شان ہوتی ہے اللہ والوں کی کہ غیبت کرتے نہیں اور غیبت سنتے بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غیبت کرنے اور غیبت سننے دونوں بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

غیبت کے بدلے خرچہ دیتے تھے: خاندان برکات کے مورث اعلیٰ حضرت سید میر احمد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کیا کرتا تھا تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو خرچ کے لئے روپیہ بھیجا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک زمانے تک چلتا رہا۔ وہ شخص غیبت کرتا رہا اور حضرت اس کو خرچ بھیجتے رہے۔ ایک دن اس غیبت خور کی بیوی نے کہا کہ آپ غیبت

کرتے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خرچ کے لئے روپیہ دیتے ہیں، کیا یہ انصاف کی بات ہے؟ کہ تم خرچ بھی لیتے ہو اور غیبت بھی کرتے ہو۔ تو اس شخص کو اپنی بیوی کی نصیحت سمجھ میں آ گئی اور اس شخص نے غیبت کرنا چھوڑ دیا۔ تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو خرچ کے لئے روپیہ دینا بند کر دیا۔ تو وہ شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ جب میں آپ کی غیبت کرتا تھا تو آپ مجھے خرچ دیا کرتے تھے اور میں نے آپ کی برائی بند کر دی ہے تو آپ نے میرا خرچ بند کر دیا۔ تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تو میری غیبت کرتا تھا تو تیری نیکیاں مجھے ملتی تھیں۔ گویا تو میرا کام کرتا تھا اس لئے میں تم کو خرچ کا روپیہ دیتا تھا اور جب تم نے میری غیبت بند کر دی گویا میرا کام کرنا تم نے بند کر دیا تو میں نے بھی تم کو خرچ کا روپیہ دینا بند کر دیا۔ (خلاصہ کشکول شریف، ص: ۵۰)

غیبت کے بدلے تحفہ دیا: عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس کھجور کا ایک تھال بھیجا اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مجھے نیکیوں کا تحفہ دیا ہے تو میں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں۔ مجھے معذور سمجھو! میں پوری طرح بدلہ نہیں دے سکتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص: ۳۳۲)

حضرات! ہمارے اسلاف، غیبت کا جواب غیبت سے نہیں، برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ نیکی اور بھلائی سے دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت سید نعیم الدین صدر الافاضل مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہل کو حلم سے۔ بدسلوکی کو درگزر سے۔ کہ اگر کوئی تیرے ساتھ برائی کرے تو معاف کر۔ اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔ (خزائن العرفان)

غیبت نہیں بلکہ برائی کو ظاہر کرنا واجب ہے

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا اور وہ محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان سے یہ بات عرض کی تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور ان کی اصلاح کر دی تو! یہ ان لوگوں کے نزدیک غیبت نہیں تھی۔ اسی طرح جب مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ ابو جندل نے ملکِ شام میں شراب پی ہے۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کر لی تو جو بات

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی ہے تو انہوں نے اسے غیبت قرار نہیں دیا۔ کیوں کہ خبر پہنچانے والے کا مقصد اس کی برائی کو ظاہر کرنا تھا تا کہ امیر المومنین اسے نصیحت کریں کیوں کہ جس قدر آپ کی نصیحت فائدے مند ہو سکتی تھی کسی دوسرے کی نصیحت اتنا کام نہ دیتی تو اس کا جواز نیک نیتی کی وجہ سے ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو وہ غیبت ہو گی اور غیبت حرام ہے۔

فتویٰ حاصل کرنا: جس طرح کوئی شخص کسی مفتی سے کہتا ہے کہ مجھ پر میرے باپ یا بیوی یا بھائی نے ظلم کیا ہے تو میں اس سے کس طرح بچ سکتا ہوں۔ لیکن یہاں بہتر یہ ہے کہ (نام نہ لے) اشاروں میں کہے۔ مثلاً یہ کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس پر اس کا باپ یا بھائی یا بیوی ظلم کرتے ہیں اور اگر نام لے لے تو بھی جائز ہے۔ حضرت ہندہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ ابوسفیان بخیل ہیں، مجھے کم خرچ دیتے ہیں جو میری اولاد کے لئے کافی نہیں۔ تو میں کیا اس کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مناسب طریقے سے اس قدر لے سکتی ہو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔ تو انہوں نے ان کا بخل اور ظلم ظاہر کیا لیکن ان کا مقصد مسئلہ معلوم کرنا تھا اس لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو جھڑ کا نہیں۔

مسلمان کو برائی سے ڈرانا مقصود ہے: جب تم کسی عالم کو دیکھو (یا کسی بھی مسلمان کو دیکھو) کہ کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور تمہیں ڈر ہو کہ اس کی بدعت و فسق اس میں سرایت کر جائے گا تو تمہیں چاہئے کہ اس کی بدعت اور فسق اس پر ظاہر کر دو، جب کہ مقصد اچھا ہو۔ اسی طرح جب کوئی شخص غلام خریدے (یا کوئی بھی چیز خریدے) اور تمہیں معلوم ہے کہ غلام میں یا فلاں چیز میں یہ کمی ہے تو تم اس کے عیب کو بتا سکتے ہو کیوں کہ تمہاری خاموشی سے خریدار کو نقصان ہو گا اس جگہ خریدار کی رعایت بہت ضروری ہے۔ اسی طرح اگر شادی کے سلسلے میں کسی سے مشورہ لیا جائے یا کسی کے پاس امانت رکھنے کے بارے میں رائے مانگی جائے تو اسے چاہئے کہ مشورہ مانگنے والے کو خیر خواہی کے ساتھ جو کچھ معلوم ہے، بتا دے۔ غیبت نہ ہو گی۔ اگر اسے معلوم ہو کہ صرف منع کرنے سے وہ اس کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہے گا تو بتانا واجب ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ جب تک اس کا عیب نہ بتایا جائے یہ باز نہیں آئے گا تو واضح الفاظ میں بتا دے (غیبت نہیں ہو گی) کیونکہ۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے رکتے ہو، اس کا پردہ فاش کر دو تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں۔

اُذْکُرُوْهُ بِمَا فِیْهِ حَتّٰی یَحْذَرَ النَّاسُ ۔ اوراس میں جوخرابی ہواس کو بیان کردتا کہ لوگ اس سے بچیں۔
(سنن کبریٰ ،بیہقی ،ج:۱۰،ص:۲۱۰)

اور جو شخص کھلم کھلا (علی الاعلان) فسق کا مرتکب ہو۔(یعنی گناہ کے کام کرتا ہو) جیسے جوا،شراب کی مجلس قائم کرنے والا اور علی الاعلان شراب پینے والا اور ظلماً لوگوں کا مال لینے والا۔ یہ لوگ (علی الاعلان) کھلم کھلا یہ کام کرتے ہوں۔اور اگر کوئی شخص ان کی یہ برائی بیان کرے تو محسوس نہ کرتے ہوں اور نہ ہی پسندیدگی کا اظہار کریں۔ اب اگر تم ان سے ان گناہوں کا ذکر کردو تو کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف: اللہ کے حبیب ،ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَلْقٰی جِلْبَابَ الْحَیَاءِ عَنْ وَجْهِهٖ فَلاَ غِیْبَۃَ لَهٗ ۔

یعنی جوآدمی اپنے چہرے سے حیا کی چادر ہٹادے اس کی غیبت نہیں ہوتی۔ (سنن کبریٰ ،بیہقی ،ج:۱۰،ص:۲۱۰)

حضرت حسن بصری کا قول کہ تین آدمی کی غیبت نہیں ہوتی

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کی غیبت نہیں ہوتی (۱) نفسانی خواہشات پر چلنے والا۔(۲) ایسا فاسق جس کا فسق واضح ہو(یعنی ظاہر ہو)۔(۳) اور ظالم حاکم۔ یہ تین لوگ اپنے افعال کو ظاہر کرتے ہیں اور بعض اوقات فخر بھی کرتے ہیں تو وہ اس بیان کو کیسے پسند کریں گے جب کہ وہ ظاہر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔البتہ وہ عمل جو ظاہر نہیں کرتے ان کا ذکر کرنا گناہ ہے۔ (احیاء العلوم شریف ،ج:۳،ص:۲۲۸)

حضرات! صحیح بخاری شریف میں ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک چاند وسورج سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی سارے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔اور دلوں کے احوال کو جاننا ہمارے اختیار سے باہر کی بات ہے۔ لہٰذا فاسق وفاجر اور علی الاعلان گناہ کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا ورنہ دوسرے لوگ بھی اس فسق میں مبتلا ہو سکتے ہیں خاص کر بدمذہبوں کی۔ یعنی وہابی، دیوبندی، تبلیغی وغیرہ جو اپنی تقریر وتحریر کی بنیاد پر کافر ومرتد ہیں ان سے لوگوں کو بچانا اور دور رکھنا جبھی ممکن ہے کہ ان کے باطل عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ یہ بدمذہب علی الاعلان اپنی تقریروں میں بیان کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے۔ تو ضروری ہوا کہ ان کے گندے عقیدے علی الاعلان تقریروں میں بیان کئے جائیں اور کتابوں میں چھاپ کر لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔

جیسے ملاحظہ کیجئے۔

وہابی، دیوبندی کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کے متعلق

(۱) غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے وہابیوں کے شیخ الاسلام، امام ومجدد ابن تیمیہ نجدی کا عقیدہ کہ
اِنَّهٗ بِقَدْرِ الْعَرْشِ لَا اَصْغَرَ وَلَا اَكْبَرَ۔
ترجمہ: اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ چھوٹا ہے نہ بڑا۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص:۱۰۰، مطبوعہ مصر)
(۲) غیر مقلد، اہل حدیث کہلانے والے وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام وپیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (رسالہ یک روزی، ص:۱۳۵)
اور! وہابی، دیوبندی جماعت کے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ کہ
اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۱۱۳)
حضرات! اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کا دھبہ لگانا، وہابیوں، دیوبندیوں کا شیوہ ہے جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ کرلیا۔

ایمان والوں کا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے

مشہور محدث، اہلسنت کے امام وپیشوا حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔
(۱) جھوٹ بولنا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ (کی ذات) میں عیب ہونا محال ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۱۳۸)
اور! ہم اہلسنت کے امام وپیشوا حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کا گمان کرنا بھی ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ یعنی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۵، ص:۱۰۹)
حضرات! ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ہمارا رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ جھوٹ اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے اللہ تعالیٰ اسی پیارے عقیدے پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ثم آمین

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ پیارے نبی کے متعلق

غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے مولوی احمد دین کا عقیدہ کہ۔
(۱) نبی کو نور سمجھنے والے اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں۔ (برہان الحق، ص:۱۰۱)

اور! اہل حدیث کہلانے والوں کا عقیدہ کہ

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خدا کا نور ماننا کفر ہے۔ (صحیفۂ اہل حدیث کراچی، ص:۵، ۲۸ نومبر ۱۹۵۴ء)

ایمان والوں کا عقیدہ کہ نبی خدا کا نور ہیں: عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں اور علی الاعلان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اور اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے قرآن مجید ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ۶، ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنز الایمان)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ علما فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (مجموعہ رسائل مسئلہ نور اور سایہ، ص:۶۳)

تمام محدثین اور ائمہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ (تفسیر ابن جوزی، ج:۲، ص:۳۱۷)

حضرات! محبوب خدا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نور نہ ماننا قرآن مجید کا انکار ہے جو کفر ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال کہ قبر میں اور قیامت کے دن میرے ساتھ اچھا ہوگا یا نہیں، کچھ معلوم نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۳۶)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ

(۲) رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا O (پ۵، ع۱۴)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیتا ہے اور وہابی انکار کرتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا۔ (صحیح بخاری شریف، ج۲، ص: ۱۰۹۳)

حضرات! اسی طرح علم غیب کے ثبوت میں صحیح مسلم شریف، ج: ۲، ص: ۲۹۰ پر اور مشکوٰۃ شریف، ص: ۷۰ پر بھی حدیث شریف موجود ہے مگر! بے ایمان منافق کو پورا دفتر اور بھرا سمندر بھی ناکافی ہے۔

اے ایمان والو! ایسے منافقوں، گمراہوں سے قوم کو آگاہ کرنا اور ان کے مکر و فریب سے لوگوں کے ایمان و عقیدہ کو بچانے کے لئے ان کی گستاخی اور گمراہی کو علی الاعلان بیان کرنا فرض عین ہے، غیبت و برائی نہیں ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

تیسرا جمعہ...دوسرا بیان

چغل خوری کا فساد اور عذاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

آیت: هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ O مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ O عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ O (پ۲۹،ع۳)

ترجمہ: ذلیل بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، درشت خو، اس سب پر طرح یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! گناہ تو بہر حال گناہ ہے اور مومن کی شان ہے کہ ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ آدمی کو ولایت و بزرگی سے بہت دور کر دیتا ہے اور گناہ پر مداومت اختیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزل سے دور رہتا ہے اور ایسا شخص اس کی دوستی کی خوشبو سے محروم ہوتا ہے۔

چغل خوری وہ بدترین گناہ ہے جس کی بدبو سے چغل خور گھر اور باہر، سب جگہ بدنام اور غیر معتبر ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ دنیا کا بہت بڑا عذاب ہے اور چغل خور کے لئے آخرت کا عذاب بہت ہی دردناک ہے کہ اس کی قبر میں آگ کے شعلے ہوں گے جس میں وہ بری طرح جل رہا ہوگا اور بروز قیامت اس کے منہ پر آگ کا لگام لگایا جائے گا جس سے اس کی زبان اور منہ جلتے رہیں گے۔ الامان والحفیظ

حضرات! مذکورہ آیت کریمہ میں زنیم کا لفظ ہے، غور سے سنئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زنیم سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے باپ کا نہ ہو۔ اور اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جو شخص بات کو نہیں چھپاتا اور چغلی کھاتا ہے تو یہ اس کے ولد الزنا (یعنی حرامی) ہونے کی دلیل ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج۳، ص۲۳۲)

چغل خور کا انجام بد: محبوب خدا، شاہ مدینہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ ۔ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔
(بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۹۵، مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۰۰، مسند احمد، ج:۵، ص:۳۹۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۵، ص:۵۸۶، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۲۳۳)

چغلی کھانے والے سب سے بُرے ہیں

شاہ طیبہ، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں فساد ڈالتے ہیں اور بے عیب لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (کنز العمال، ج:۳، ص:۱۵، مسند امام احمد، ج:۶، ص:۴۵۹)

تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے

شاہ مدینہ، راحت سینہ، کرم و بخشش کے گنجینہ، ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا کیا تو ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ آٹھ قسم کے لوگ تیرے اندر نہیں آئیں گے۔ (اس میں سے یہ لوگ بھی ہیں)

(۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) بار بار زنا کرنے والا (۳) چغل خور (۴) بے غیرت، وغیرہ۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۷۵)

چغل خور کی وجہ سے پوری مجلس کی دعا قبول نہیں ہوتی

حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک دفعہ قحط پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دعا کے لئے نکلے اور بارش کے لئے دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے رب العٰلمین! تو دعا کو شرف قبولیت کیوں نہیں بخشا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا اس لئے مقبول نہیں ہو رہی ہے کہ ان دعا کرنے والوں میں ایک چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ یا اللہ تعالیٰ وہ کون ہے؟ کہ میں اس گناہ گار کو باہر نکال دوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چغل خوری کو پسند نہیں کرتا ہوں اور چغلی کھانے سے منع کرتا ہوں تو یہ کیوں کر ہو کہ میں کسی کی چغلی کروں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساری قوم کو چغل خوری سے توبہ کرنے کی ہدایت کی۔ جب سب نے توبہ کی تو بارش ہوگئی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۳۵)

حضرات! چغلی کھانا کس قدر برا فعل ہے کہ چغل خور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کی محفل میں موجود ہو تو نبی کی دعا مقبول ہونے سے روک دی جاتی ہے تو ہماری مسجدوں کے ائمہ حضرات کی دعا قبول نہ ہوتی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے ہمیں مسجد و محفل میں جانے سے پہلے ہر گناہ خاص کر غیبت اور چغل خوری سے توبہ کر لینا چاہئے تا کہ ہماری وجہ سے دوسروں کی دعا رد نہ ہو۔

چغلی کی تعریف: حضرات! چغلی کیا ہے؟ اور چغلی کس کو کہتے ہیں، ملاحظہ کیجئے۔

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چغلی کی تعریف یہ ہے کہ جس بات کو ظاہر کرنا ناپسندیدہ ہو اسے ظاہر کرنا چغلی ہے۔

اور عام لوگوں کے نزدیک چغلی کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص کسی آدمی سے جا کر کہتا ہے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں یہ کہتا تھا (تو یہ بھی چغلی ہے)۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۳۶)

اور! لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص کے سامنے چغلی پیش ہو اور کہا جائے کہ فلاں شخص نے تمہارے بارے میں یہ بات کہی ہے یا تیرے حق میں فلاں کام کیا ہے یا وہ تیرے معاملے کو خراب کرنا چاہتا ہے! تو اس آدمی پر (جس کے سامنے یہ باتیں کی گئی ہوں) پانچ باتیں لازم ہیں۔

(۱) وہ شخص اس کی تصدیق نہ کرے۔ کیونکہ چغل خور فاسق ہوتا ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًام بِجَهَالَةٍ (پ۲۶، ع۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو۔ (کنز الایمان)

(۲) اس شخص کو اس بات سے منع کر دے اور اس کو نصیحت کرے اور اس کے سامنے اس کے اس عمل (یعنی چغلی کھانے) کی برائی بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۲۱، ع۱۱)

ترجمہ: اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے۔ (کنز الایمان)

(۳) اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اس سے بغض رکھے اور اس آدمی سے بغض رکھنے کو پسند کرے جو شخص اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے۔

(۴) اور اپنے غائب بھائی کے بارے میں بدگمانی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶، ع۱۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک چغل خور

عادل و متقی امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عدالت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کسی دوسرے سے کوئی بات ذکر کی۔ (یعنی چغلی کھائی) تو آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہارے معاملے کی تحقیق کریں! اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس آیت کے مصداق ہوگے۔ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا (پ۲۶، ع۱۴)

ترجمہ: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔ (کنزالایمان)

اور اگر تم سچے ہوئے تو اس آیت کے مصداق ہوگے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ (پ۲۹، ع۲)

ترجمہ: بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔ (کنزالایمان)

اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کردیں، اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین معاف کردیجئے آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ (احیاءالعلوم، ج:۳، ص:۳۴۷)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف، اللہ والے، غیبت اور چغل خوری کو سنتے بھی نہیں تھے بلکہ چغل خور کو بہت زیادہ برا اور ناپسند سمجھتے تھے اور آج کے دور میں غیبت کرنے والے اور چغلی کھانے والے کو دوست اور خیر خواہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ گھر گھر میں فتنہ، فساد نظر آرہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تیرے پاس (کسی اور کی) چغلی کھاتا ہے (برائی کرتا ہے) وہ شخص تیرے خلاف (دوسرے کے پاس) بھی چغلی کھاتا ہوگا۔

لہٰذا! چغل خور کو ناپسند کیا جائے اور اس کو برا جانا جائے اور اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو سچا جانا جائے۔ (احیاءالعلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۷)

حضرت مولیٰ علی اور چغل خوری: سرچشمۂ ولایت، میرے آقا، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

والد گرامی حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے آدمی کی چغلی کھائی تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! جو کچھ تم نے کہا ہے ہم اس کے بارے میں تحقیق کریں گے، اگر تم سچے ہوئے تو ہم تم سے ناراض ہوں گے اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو ہم تم کو سزا دیں گے۔ اب اگر تم چاہو تو اپنی بات واپس لے لو، ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین! معاف کر دیجئے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۸)

چغلی پر یقین رکھنا چغلی کھانے سے زیادہ بُرا ہے

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک چغلی پر یقین رکھنا چغلی کھانے سے زیادہ برا ہے۔

اور! فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ مومن کی کون سی عادت اس کی قدر کو کم کرتی ہے؟ تو فرمایا (۱) زیادہ گفتگو کرنا۔ (۲) راز فاش کرنا۔ (۳) اور ہر ایک کی بات کو مان لینا۔

اور تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام بیچا اور خریدار سے کہا کہ اس میں چغل خوری کے علاوہ کوئی عیب نہیں۔ اس خریدار نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ (یعنی چغلی کو ہلکا پھلکا سمجھا تو اس کا کتنا بھیانک انجام ہوا ملاحظہ کیجئے) چنانچہ اس نے غلام خرید لیا اور چند دنوں تک تو غلام خاموش رہا پھر اپنے مالک کی بیوی سے کہنے لگا کہ میرا مالک تجھے پسند نہیں کرتا اور وہ شادی کر کے دوسری عورت لانا چاہتا ہے۔ (اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا شوہر دوسری شادی نہ کرے اور تم سے محبت کرے) تو تم ایسا کرنا کہ جب رات کو تمہارا شوہر سو جائے تو تم ایک استرے سے اس کی داڑھی کے چند بال کاٹ لینا تاکہ میں اس پر کوئی عمل کروں اور تمہارا شوہر تم سے محبت کرنے لگے گا۔

حضرات! (چغل خور نے اس طرح اس عورت کو بہکایا) پھر اس کے شوہر کے پاس پہنچا اور کہنے لگا (اے میرے آقا) آپ کی بیوی نے کسی کو دوست بنا رکھا ہے اور وہ تم کو قتل کرنا چاہتی ہے، اگر آپ کو میری بات پر یقین نہ آئے تو آج رات گھر جا کر آنکھیں بند کر کے یوں لیٹ جائیں جیسے سو رہے ہوں، آپ کو خود بخود میری بات کا یقین ہو جائے گا۔ آدمی نے اس کی باتوں پر یقین کر لیا اور دکھاوے کے طور پر سویا رہا اور عورت اُسترا لے کر آئی تاکہ داڑھی کے بال کاٹے۔ شوہر اٹھ گیا اور سوچا کہ واقعی اس کی بیوی اس کو قتل کرنا چاہتی ہے اور اس نے بیوی کو قتل کر دیا۔ عورت کے گھر والے آئے تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا اور اس طرح چغل خور کی بات میں آکر میاں بیوی دونوں قتل ہو گئے۔ اور دو خاندانوں کے درمیان جنگ جاری ہو گئی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۵۱)

حضرات! یہ ہے چغل خور کی بات سننے کا انجام کہ گھر کا گھر تباہ و برباد ہو گیا۔ الامان والحفیظ

حضرت لقمان کی نصیحت: حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹا! میں تمہیں چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرتے رہے تو ہمیشہ تم سردار رہو گے۔

(۱) مخلوق سے اچھا سلوک کرو وہ قریبی ہوں یا دور کے۔ (۲) عزت دار اور کمینے دونوں سے جہالت (برائی) کو دور کرو۔ (۳) اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ چغل خور کی بات کو ہرگز نہ مانو اور چغل خور سے ان کو محفوظ رکھو اور کسی فسادی کی بات نہ سنو اور فریب دینے والے کی بات نہ مانو۔ (۴) اور تمہارے دوست ایسے لوگ ہونا چاہئے کہ جب تم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو تو نہ تم ان کے عیب بیان کرو اور نہ وہ تمہارے عیب بیان کریں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۵۰)

چغل خور کی قبر میں عذاب: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں محبوب خدا، مصطفیٰ، کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا: اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ O

ترجمہ: بے شک ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ (صحیح بخاری، ص:۱۹۰، مسلم، ص:...... مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲)

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک ہری شاخ یعنی تر شاخ منگوائیں (کھجور یا ببول کی) پھر اس کو توڑ کر آدھی ایک قبر پر اور آدھی دوسری قبر پر رکھ دیا اور فرمایا۔

سنو! جب تک یہ شاخ ہری اور تازہ رہے گی (تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گی) تو ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ (صحیح بخاری، ص:۱۹۰، مسلم، ص:...... مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف کی روشنی میں بزرگوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مزاروں اور قبروں پر پھول ڈالنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

اور دوسری بات! اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ آقا کریم، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب نبی دو عالم، عالم ما کان و ما یکون، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیب داں ہیں قبر کے اوپر سے مشاہدہ فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ کون سا عذاب ہو رہا ہے اور صحابۂ کرام نے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر مان بھی لیا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو بات بتا رہے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

تو ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عالم غیب یعنی غیب داں ماننا یہ صحابہؑ کرام کی سنت ہے۔ الحمد للہ! ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا صحابہؑ کرام کے مذہب و مسلک پر عامل ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عالم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن اور غیب داں ہیں۔

وہابیوں کا عقیدہ

حضرات! اور وہابی دیوبندی کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔ اور ان سے بچتے رہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا حال معلوم نہیں: وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال کہ قبر میں اور قیامت کے دن میرے ساتھ اچھا ہوگا یا نہیں کچھ معلوم نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۳۱)

رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں: وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ۔ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے اور جو رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! وہابی دیوبندی کتنے بدترین منافق ہیں کہ شیطان جیسے مردود کے لئے علم غیب مان رہے ہیں اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ جیسوں کو تیسا۔

چغل خور کی قبر میں آگ ہی آگ: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ طیبہ کے قریب علاقے میں رہتی تھی، وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص بہن کی تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مرگئی تو اس شخص نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا، آخر جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ روپیوں کی ایک تھیلی قبر میں ہی بھول آیا ہے۔ اس شخص نے اپنے ایک دوست کا سہارا لیا اور دونوں نے قبر کو کھود کر روپیوں کی تھیلی نکال لی تو اس شخص نے دوست سے کہا کہ ذرا ہٹنا میں دیکھوں تو سہی کہ میری بہن کس حال میں ہے۔ اس شخص نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو قبر میں آگ ہی آگ ہے اور اس کی بہن آگ میں جل رہی ہے۔ اس شخص نے (جلدی جلدی قبر کو ڈھکا) اور چپ چاپ آیا اور ماں سے پوچھا کہ میری بہن میں کیا خراب عادت تھی؟ تو ماں نے کہا کہ تیری بہن کی عادت تھی کہ پڑوسیوں کے دروازوں سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی۔

پس! اس شخص کو معلوم ہو گیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے۔ تو جو شخص عذاب قبر سے رستگاری چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے پرہیز کرے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۶)

دو منہ والا سب سے بُرا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثٍ وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثٍ۔
یعنی قیامت کے دن تم اس شخص کو سب سے برا آدمی پاؤ گے جس کے دو منہ ہیں ان لوگوں سے وہ اور بات کرتا ہے اور اُن لوگوں سے دوسری بات۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۳۹۶، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۲۵، مشکوۃ، ص:۴۱۱)

حدیث شریف: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ مدینہ، سرور قلب وسینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ٥
یعنی جو شخص دنیا میں دو چہروں والا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

(ابو داؤد شریف، ج:۲، ص:۳۱۳)

حضرات! اللہ تعالیٰ دو منہ والا ہونے سے بچائے۔ یعنی منہ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ، اس کے پاس کچھ، اس کے پاس کچھ۔

ایسے ہی شخص کو حدیث شریف میں دو منہ والا کہا گیا ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۶ ﴾
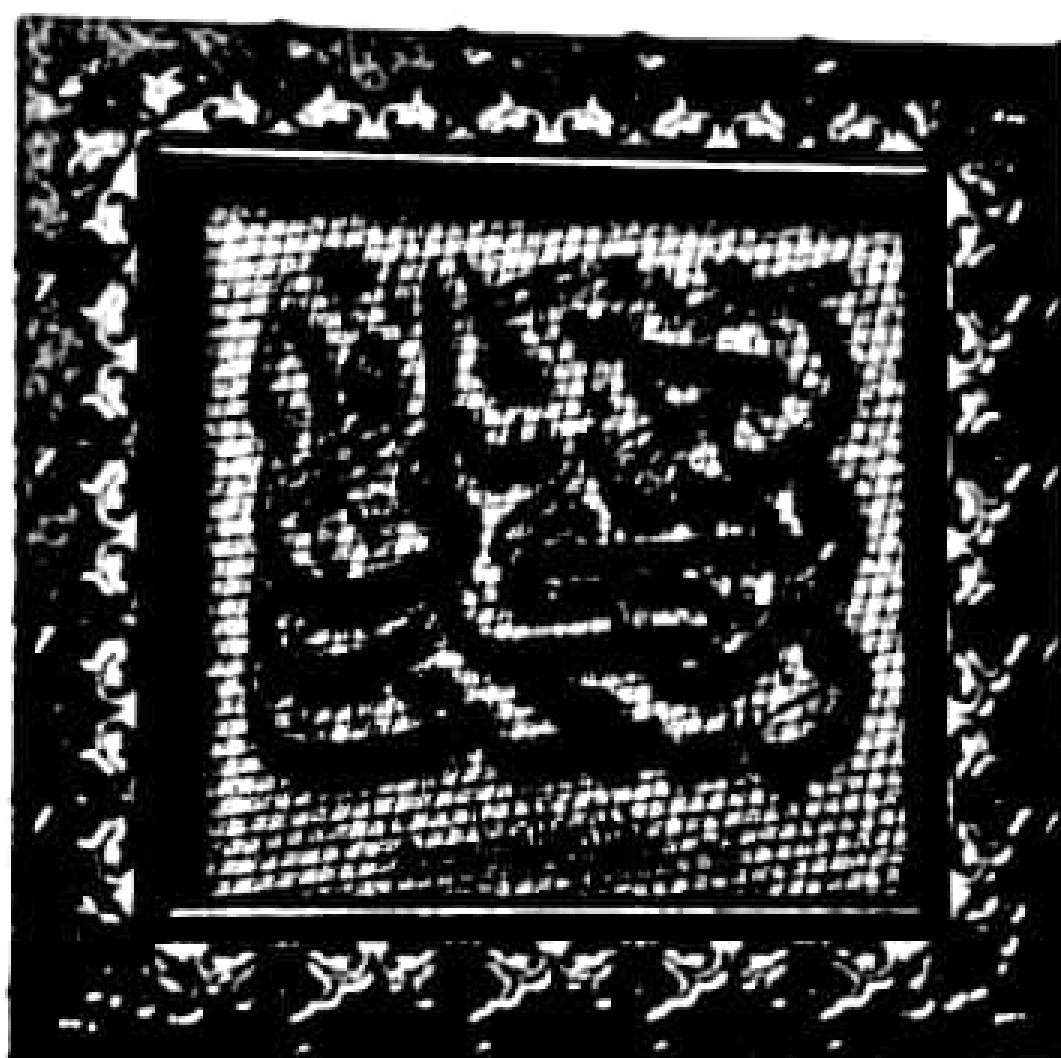
جُمادی الآخرہ

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

اسلام میں ادب کا مقام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (پ۵، ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حضرات! تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر جہاد کے لئے بھیجا اور لشکر کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت عمار بن یاسر سپاہی تھے۔ جب لشکرِ اسلام کفار کے شہر کے قریب پہنچا تو کفار خوف سے بھاگ گئے، صرف ایک شخص باقی رہا جو چھپ کر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آ گیا اور امان حاصل کر لی۔ صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آ گیا اور امان حاصل کر لی۔ صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال کو مالِ غنیمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی امان کی خبر دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال کو مالِ غنیمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی امان کی خبر دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں امیر لشکر تھا، تم نے میری اجازت کے بغیر اس کو امان کیوں دی؟ اور ان کی بات نہ مانی۔

جب لشکر اسلام فتح و ظفر کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو یہ معاملہ بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں

پیش ہوا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امان قائم رکھی اور قیدی کو چھوڑ دیا اور آئندہ کے لئے حکم دیا کہ امیر کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کو امن نہ دے۔ اس پر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ طعن آمیز بات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس مجلس پاک کا احترام نہ ہوتا تو اس غلام کو میں جواب دیتا (حضرت عمار ہاشم بن مغیرہ کے غلام تھے) آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے خالد! عمار کی رضا میں خدا کی رضا ہے اور عمار کے غضب میں خدا کا غضب ہے۔ بات ختم ہوگئی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آیت کریمہ: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پ۵، ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (کنز الایمان)

حضرات! آج کا موضوع ہے اسلام میں ادب و تعظیم کا مقام۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شعائر اللہ کے ادب و تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ (پ۱۷، ع۱۱)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (کنز الایمان)

آیت کریمہ سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ شعائر اللہ کا ادب اور تعظیم اسلام کا ایک بڑا حصہ ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے نزدیک ادب و تعظیم کا کیا درجہ ہے؟ تو محبوب خدا احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ کُلُّهٗ اَدَبٌ یعنی اسلام مکمل ادب ہے۔ ہمارے اسلام میں بے ادبی کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔

حضرات! ہر چیز کی تعظیم اس کے مناسب کی جائے گی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب اور تعظیم یہ ہے کہ ان کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی نافرمانی سے باز رہا جائے وغیرہ۔ کعبہ معظمہ کا ادب یہ ہے کہ اس کی طرف پاؤں نہ کیا جائے اور منہ یا پشت کر کے پاخانہ یا پیشاب نہ کیا جائے وغیرہ۔ مسجد کا ادب یہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں اس میں داخل نہ ہو اور اس میں دنیاوی گفتگو نہ کرے وغیرہ۔ ماہ رمضان کا ادب یہ ہے کہ اس مہینے میں روزہ و تلاوت قرآن کا پابند رہے اور اگر معذور روزہ نہ بھی رکھے تب بھی سب کے سامنے نہ کھائے، نہ پئے وغیرہ۔ قرآن کریم کا ادب یہ ہے کہ خاموشی سے سنے اور باادب اس کی تلاوت کرے وغیرہ۔

صحابۂ کرام کا ادب

حدیث شریف: حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَوْلَہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِہِمُ الطَّیْرُ۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۳۶)

ترجمہ: میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صحابہ آس پاس بیٹھے تھے، ایسے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

حضرات! محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام سمجھنا ہے اور بارگاہ مصطفیٰ کا ادب واحترام سیکھنا ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیکھئے، ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت صدیق اکبر کا ادب: محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ درمیان نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کی وجہ سے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو ثابت رہتا، جب کہ میں نے تجھے حکم دیا۔

فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو لائق نہ تھا کہ نماز پڑھائے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آگے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۹۴)

اے ایمان والو! غور کرو! کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جیسی افضل عبادت میں بھی آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب واحترام کا خیال رکھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنے پر حالت نماز میں مصلے سے پیچھے آگئے۔ اسی ادب نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نائب وخلیفہ بنے اور بعد وصال پہلوئے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مدفون ہوئے اور قیامت تک کے لئے یار مزار بنے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

درود شریف:

موئے مبارک کا ادب: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف کا ادب واحترام بہت ہی شان وشوکت سے کرتے تھے اور محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک کو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۱)

یعنی بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا، جب کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال بنا رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے (چاروں طرف) ارد گرد پھر رہے تھے اور اس خیال میں رہتے تھے کہ کوئی بال شریف گرے مگر کسی کے ہاتھ میں (یعنی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی بال شریف زمین پر نہ گرنے پائے)

اللہ اکبر! کس شان کا ادب تھا۔ اور جب بال شریف کے ساتھ ادب ومحبت کا یہ عالم تھا تو خود آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ادب ومحبت کا عالم کیا رہا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

امام مالک کا ادب: (۱) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سال تک مدینہ طیبہ میں رہے مگر کبھی پاخانہ اور پیشاب نہ کیا اور نہ ہی اپنے پاؤں میں جوتے اور چپل پہنے۔ (شفاء شریف، ج۲، ص۳۳)

(۲) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر شریف کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے ادب وتعظیم کی وجہ سے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں پر گراں گزرا۔ تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَمَا اَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ۔

یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کا مقام میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہرگز انکار نہ کرتے وہ جو مجھ پر تم دیکھتے ہو۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۳)

(۳) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اگر کوئی شخص مسئلہ دریافت کرنے آتا تو اسی وقت اس کو مسئلہ بتا دیتے اور اگر کہتا کہ حدیث شریف پوچھنے آیا ہوں تو آپ غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے، عمامہ شریف باندھتے اور خوشبو لگاتے اور آپ کے لئے ایک خاص کرسی بچھائی جاتی اس پر بیٹھتے اور نہایت ادب و وقار سے حدیث شریف بیان فرماتے اور جب تک حدیث شریف بیان فرماتے رہتے خوشبو سلگتی رہتی۔

(شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۶، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۹۳، انوار محمدیہ، ص:۳۱۷)

(۴) حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ آپ کو بچھو نے سولہ یا سترہ مرتبہ کاٹا، آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا مگر آپ نے حدیث بیان کرنے کو قطع نہ کیا اور جب حدیث شریف بیان کر چکے تو میں نے حال معلوم کیا تو فرمایا کہ آج میرے حدیث بیان کرنے میں بچھو نے سولہ یا سترہ مرتبہ کاٹا اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ادب کے باعث صبر کے ساتھ حدیث بیان کرتا رہا (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۶، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۹۳، انوار محمدیہ، ص:۳۱۷)

اے ایمان والو! یہ ادب و تعظیم تھی ہمارے بزرگوں کی محبوب خدا، مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں۔ لہٰذا ہم کو بھی بزرگوں کی اتباع میں اپنے مشفق نبی اور مہربان رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کا مکمل ادب و احترام کرنا چاہئے۔

بے ادب، بد نصیب کو خدا ہی جانے
با ادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

حضرات! قرآن و حدیث کے فرمان اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بزرگان دین کے اقوال و احوال سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ ادب و احترام کرنے والے بڑے خوش نصیب اور اللہ والے ہوتے ہیں اور ادب کرنے والے کس قدر نوازے جاتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

نام مبارک کے ادب کی وجہ سے دو سو برس کا گنہگار بخشا گیا

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت بڑا گنہگار تھا جس نے دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ شخص

مرگیا تو لوگوں نے اس کو ایسی جگہ میں پھینک دیا جہاں شہر کی گندگی، کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس شخص کو گندی جگہ سے اٹھا کر لاؤ اور اس کو غسل دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھو اور قبرستان میں دفن کرو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص دو سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے، لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ تورات کھولتا۔ وَنَظَرَ اِسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰی عَیْنَیْهِ وَصَلّٰی عَلَیْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِیْنَ حَوْرَاءَ (حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۸۰، مدارج النبوۃ، ص:۸۳)

اور میرے محبوب، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور ان پر درود پڑھتا اس لئے میں نے اس کو بخش دیا اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیں۔

حضرات! محبت اور ادب کتنی بڑی نعمت ہے کہ دو سو برس کا گنہگار آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک کا ادب و محبت کرنے اور چومنے کی وجہ سے بخش دیا گیا اور وہ شخص جنتی ہو گیا۔

قرآن کریم کے ادب سے جنت ملی: تاریخ اسلام میں نیک و متقی بادشاہ و امیر کم ہوئے ہیں، انہیں نیکوں میں حضرت محمود غزنوی بادشاہ کا نام بھی روشن ہے، محمود غزنوی بادشاہ اپنے خاص کمرے میں تشریف لائے کہ آرام کریں، دیکھا کہ اللہ کا کلام قرآن مجید طاق میں رکھا ہوا ہے، خیال آیا کہ میں اس کمرے میں پاؤں پھیلا کر آرام کروں جس میں قرآن کریم رکھا ہے اٹھے اور قرآن کریم کو دوسرے کمرے میں رکھ آئے۔ پھر خیال آیا کہ تم نے کیا کیا، یہ ادب کے خلاف ہے ادب تو یہ تھا کہ تم کو دوسرے کمرے میں جا کر سونا چاہئے اور کلام الٰہی قرآن کریم کو اپنی جگہ پر ہی رہنے دینا چاہئے تھا۔ پھر اٹھے اور قرآن کریم کو لا کر پہلے والی جگہ پر رکھا اور خود دوسرے کمرے میں جا کر سوئے۔ قرآن کریم کا یہ ادب اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا، انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو بہت خوش نظر آئے۔ تو سوال کیا کہ مرنے کے بعد آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ تو حضرت محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ قرآن کریم کے ادب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔ (دلیل العارفین، ص:۲۱، ۲۲)

درود شریف:

حضرات! ادب و احترام خوش نصیب حضرات ہی کرتے ہیں اور ادب و احترام کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس شخص کا ٹھکانہ جنت بنا دیتا ہے۔

اذان کے ادب سے جنت ملی

ملکہ زبیدہ بادشاہ ہارون رشید کی بیوی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

ایک روز کی بات ہے کہ ملکہ زبیدہ نے پینے کے لئے پانی طلب کیا، خادمہ نے پانی کا گلاس لاکر حاضر کیا، خادمہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس اپنے ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی، فوراً پانی کا گلاس رکھ دیا اور اذان سننے اور اس کا جواب دینے میں لگ گئیں، اذان کا ادب کیا اور اس وقت تک پانی نہ پیا جب تک اذان ہوتی رہی۔

حضرت زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا کا جب انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت زبیدہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہی ہیں تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ کس وجہ سے نصیب ہوا ہے تو حضرت ملکہ زبیدہ نے جواب دیا کہ اذان کے ادب سے نجات و بخشش اور جنت ملی ہے۔

گنہگار بندی نے ولی کا ادب کیا تو جنتی ہو گئی

علماء کے بیان میں سنا گیا ہے کہ حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے بازار سے گزر رہے تھے، سارا شہر آپ کے ادب و احترام میں دست بستہ کھڑا تھا، ایک طوائف اپنے یاروں کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھی تھی، آواز کانوں میں پڑی کہ اللہ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں، ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔ اتنا سنتا تھا کہ اس طوائف نے یاروں کی محفل کو چھوڑا اور بڑی تیزی کے ساتھ اوپر سے اتر کر نیچے آ گئی اور دروازے کی آڑ سے اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور وہ طوائف اپنی جگہ پر پہنچی تو اس کے یاروں نے اس سے پوچھا کہ اگر اللہ والے کا دیدار کرنا تھا تو مکان کے اوپر سے دیدار زیادہ آسان تھا، نیچے جانے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ تو طوائف نے جواب دیا کہ صرف دیدار ہی مقصود نہ تھا بلکہ اللہ کے ولی کا ادب کرنا بھی مقصود تھا کہ میں گندی بندی اوپر رہوں اور اللہ تعالیٰ کا پاک و نیک بندہ نیچے رہے۔ اس لئے میں نیچے حاضر ہو گئی کہ اللہ والے کا ادب بھی ملحوظ رہے اور دیدار بھی ہو جائے۔ اس طوائف کا انتقال ہو گیا تو ایک اللہ والے نے خواب میں دیکھا کہ وہ طوائف جنت میں ہے۔ تو اس سے معلوم کیا کہ کون سی نیکی تم نے کی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو جنت نصیب کی تو طوائف نے جواب دیا کہ میرے

اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی کے ادب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور جنت میرا مکان ہے۔

جس کو جو ملا ادب سے ملا: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے ادب نے چمکایا۔

تابعین علیہم الرضوان کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ادب نے چمکایا۔

ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ادب سے ہی آدمی سنورتا ہے۔

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معین الدین کو جو کچھ ملا ہے پیر و مرشد کی خدمت اور ادب سے ملا ہے۔ اعلیٰ حضرت، مجدد اعظم، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اور آل نبی کے ادب سے اعلیٰ حضرت بنے اور چمک گئے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى
الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان

گفتگو اور خاموشی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (پ۔۱۸، ع۱،)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حدیث شریف: میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً ۝ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۱۴)

یعنی مرد کا چپ رہنا ساٹھ سال کی عبادت (جو کثرت کلام کے ساتھ ہو) بہتر ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ مَا النَّجَاةُ یعنی نجات کس بات میں ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ ۝ یعنی اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ (مشکوٰۃ، ص:۴۱۳)

خاموشی بھی اعمال میں افضل ہے: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا کہ تمام اعمال میں کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک منہ سے نکالی اور اس پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ خاموشی۔ (کیمیائے سعادت، ص:۳۷۰)

خاموشی میں رحمت ہی رحمت ہے: عالم ربانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عبادت دس طرح کی ہے ان میں نو عبادت تو خاموشی میں ہے اور ایک لوگوں سے بھاگنا ہے (کیمیائے سعادت، ص:۳۶۱)

حضرات! عقل مند آدمی وہ شخص ہے جو خاموش رہنے کو پسند کرتا ہے اور حرم حرم کی زحمتوں اور شرمندگی سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور نادان شخص وہ ہے جو خاموش رہنا تو جانتا ہی نہیں اور زیادہ بول کر زحمت ہی اٹھاتا ہے اور لوگوں کے بیچ میں شرمندہ بھی ہوتا نظر آتا ہے۔

جو اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرے وہ جنتی ہے

حدیث (۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی داڑھوں اور ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۶۶)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ مدینہ، سرور قلب وسینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس نے داڑھوں اور ٹانگوں والی چیزوں (یعنی زبان اور شرمگاہ) کو برائی سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۶۶)

اچھی بات صدقہ ہے: حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اچھی بات بھی صدقہ ہے۔

(بخاری، ج:...، ص:...........، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۳)

فحش کلام کرنے والے پر جنت حرام ہے

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فحش کلام (یعنی بری بات) کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ (کیمیائے سعادت)

آپس میں ہنسی مذاق کرنا منع ہے: امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپس میں ہنسی مذاق مت کیا کرو کہ دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور قلوب برائی کی طرف لگ جاتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! ہنسی مذاق کی محفلوں میں شریک ہونا سخت منع ہے۔ اب ان حضرات کا کیا حال ہوگا جو فحش اور بے ہودا ڈراموں کے شوقین ہیں اور ناجائز مناظر، حرام کی جگہوں پر دیکھتے اور دل کو بہلاتے ہیں، ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

فحش بات کرنے والا قیامت کے دن کتے کی شکل میں ہوگا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ فحش کلام کرنے والا (یعنی بے حیائی کی باتیں کرنے والا) قیامت کے روز کتے کی شکل میں آئے گا۔ (کیمیائے سعادت،)

گانا بھی فحش کلامی میں داخل ہے: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: كَسْبُ الْمُغَنِّيْ وَالْمُغَنِّيَةِ حَرَامٌ. (المدخل، ج:۳، ص:۱۰۳)

یعنی گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے۔

حضرات! ناچنے اور گانے والے مردوں اور عورتوں پر بہت سے مسلمان فخر کرتے نظر آتے ہیں اور اگر وہ گانے اور ناچنے والا شہر میں آجائے تو بہت سے مسلمان ایسے فاسقوں کو اپنی آفسوں اور گھروں میں لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ فوٹو کھنچا کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرات! ایسے گانے اور ناچنے والے خود تو گنہگار ہیں اور اپنے گانوں اور عریاں عورتوں کے ساتھ ناچ ناچ کر اور دوسروں کے جذبات کو ابھار کر ان کے گناہوں کا حصہ بھی پاتے ہیں اور جب تک ان کا گانا اور ان کی بے ہودہ حرکت جاری رہے گی اور لوگ دیکھتے رہیں گے ان سب کو تو گناہ ملے گا مگر سب کے برابر اس ناچنے والے اور ناچنے والی کو گناہ ملتا رہے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اچھی بات سے جنت ملتی ہے: حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے حضرت! کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے جنت ملے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کبھی بولو مت! لوگوں نے عرض کیا کہ اے حضرت! یہ تو ممکن نہیں! تو فرمایا کہ اچھی بات کے علاوہ کچھ زبان سے مت نکالو (احیاء العلوم)

حضرات! جہاں بھی حکم دیا گیا ہے کلام کم کرو، چپ رہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ بری بات سے بچو اور جب بات کرو تو بچی اور اچھی بات کرو۔

زبان سیدھی ہے تو سارے اعضاء سیدھے ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

خالی خاموشی غفلت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہے وہ لغو، (بے کار) ہے اور جو خاموشی فکر آخرت سے خالی ہے وہ غفلت ہے۔ (حبیب العالمین)

حدیث شریف: آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ لمحہ بھر (آخرت کے بارے میں) غور وفکر سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا: سرچشمۂ ولایت امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا (یعنی وقت، وقت پر تازہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بزرگوں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ انسان کو تیر مارنا، اس کو زبان سے طعن وتشنیع کرنے سے کم ہے، کیوں کہ زبان کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ (حبیب العالمین)

حضرات! تیر وتلوار سے جسم زخمی ہوتا ہے اور زبان سے دل زخمی ہو جاتا ہے جو کبھی دوا سے بھرتا نہیں۔ اسی لئے مومن کی زبان بہت ہی سوچ، سمجھ کر بولتی ہے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ زبان سے زیادہ کوئی چیز حفاظت کے قابل نہیں۔ (احیاء العلوم)

زبان سے ڈرتے رہو! حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس سے (یعنی زبان سے)۔ (حبیب العالمین)

اے ایمان والو! میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اپنی زبان مبارک پکڑ کر یہ فرمانا کہ میں زبان سے ڈرتا ہوں، یہ تعلیم امت کے لئے تھا گویا میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کو تعلیم دے رہے ہیں کہ ہر حال میں زبان سنبھال کر رکھو اور ہر وقت زبان سے ڈرتے رہو۔

زبان سنبھل گئی تو سب کام بن گئے

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی زبان اچھی رہتی ہے اس کے سب کام اچھے رہتے ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر بات کرنا چاندی ہے تو خاموش رہنا سونا ہے۔ (احیاء العلوم ج:۲)

انسان کامل کب ہوتا ہے؟

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ بیٹا حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کم بولنا عادت بنالو اس لئے کہ انسان جب کامل ہو جاتا ہے تو اس کی بات مختصر ہو جاتی ہے۔

(نہج البلاغہ،ص۷)

کم بولو اور کام زیادہ کرو: حضرت امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن بات کم اور کام زیادہ کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

زیادہ بولنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (تنبیہ الغافلین،ص:......)

اچھی بات سے دل خوش کر دینا سنت ہے

حضرات! کبھی اور کسی وقت ایسی بات کہنا کہ سننے والا مسکرا دے اور اس کا دل خوش ہو جائے مگر بات جھوٹ نہ ہو بلکہ سچی ہو تو جائز اور درست ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہمارے مشفق ومہربان نبی، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ وہ بوڑھی عورت یہ سنکر رونے لگی۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عورت! غمزدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ ہر بوڑھے اور بوڑھی کو جوان کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! کیا پیارا انداز ہے بات کرنے کا اور کسی کے دل کو خوش کرنے کا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اونٹ پر بٹھائیے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اونٹ کے بچہ پر بٹھاؤں گا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے اونٹ کے بچہ پر نہیں بیٹھنا ہے اس لئے کہ وہ مجھے گرا دے گا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی اونٹ ایسا بھی ہے جو اونٹ کا بچہ نہ ہوں۔ (کیمیائے سعادت)

عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

درود شریف:

بیوقوف کے لئے خاموشی بہتر ہے

فقہ حنفی کے بہت بڑے امام حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ جو کبھی کوئی سوال نہیں پوچھتا تھا اور مجلس میں خاموش بیٹھ کر باتیں سنا کرتا تھا ایک دن حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اے فلاں! تم ہمیشہ ہماری مجلس میں آتے ہو اور چپ ہی رہتے ہو، کبھی تم بھی بولا کرو اور کوئی مسئلہ تم بھی پوچھ لیا کرو؟ تو اس شخص نے کہا کہ حضور! مجھے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے وہ یہ ہے کہ روزہ کس وقت افطار کرنا چاہئے؟ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کر لینا چاہئے تو وہ شخص کہنے لگا کہ اگر آدمی رات تک سورج نہ ڈوبے تو پھر کیا کرے؟ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ تمہارا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔ (حیوۃ الحیوان، ج: اول)

جنتی آدمی کی پہچان: عالم ما کان وما یکون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ابھی ایک جنتی مرد یہاں آئے گا۔ تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے سے داخل ہوئے تو لوگوں نے یہ بشارت ان کو سنائی اور دریافت کیا کہ وہ کون سا عمل ہے؟ جس کی وجہ سے یہ بشارت دی گئی ہے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا عمل تو بہت تھوڑا ہے لیکن کبھی میں نے اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جس سے میرا تعلق نہ ہوتا اور نہ میں نے کبھی لوگوں کا برا چاہا۔ (کیمیائے سعادت)

کلام زیادہ تو غلطیاں زیادہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کلام زیادہ ہوگا اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی، جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔

یا اللہ تعالیٰ! ہمیں گناہوں سے بچالے اور کم بولنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے